رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷ — سیرت خاتم النبیینؐ نمبر — REGD NO P 67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہفت روزہ **بدر** قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے — ششماہی ۳-۵۰ روپے — ممالک غیر ۷-۵۰ روپے — فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۸ | ۱۰ تبوک ۱۳۳۸ ھش / ۷ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ — ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۷

سب سے کامل انسان اور کامل نبی صلے اللہ علیہ وسلم

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ

"وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً وعملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا...... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔

وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔

اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیحؑ ابن مریم اور ملاکیؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ انکی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالےٰ کے پیارے تھے یہ اُس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دُنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ط

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ط (اتمام الحجۃ صفحہ ۲۸)

دُنیا کا محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

ہزاروں ہزار درود اور سلام ہوں اللہ تعالیٰ کے اس ہادیٔ برحق اور رہبر کامل صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کی مقدس تعلیمات دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کرنے کا موجب ہوئیں جس کی پاک صحبت سے لاکھوں نفوس حیاتِ جاودانی پا گئے۔ ہاں وہی نبی عربی جس نے بحکم الٰہی ساری دنیا کو خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ

یا ایھا الناس انی رسول
اللہ الیکم جمیعًا۔

اے لوگو! میں تم سب کی طرف
خدا کا فرستادہ بن کر آیا ہوں۔

آپؐ کی تعلیم ساری دنیا کے لئے ایک ابدی زندگی کے سامان رکھتی ہے آپؐ کے احسانات کسی خاص ملک یا قوم یا طبقہ و نسل کے لئے مخصوص نہیں بلکہ یہ دائرہ دنیا کے ہر خطہ میں بسنے والے سب لوگوں پر وسیع ہے۔ آپؐ کی بعثت کے وقت زمانہ کی جو ابتر حالت تھی قرآنی الفاظ میں اس کا نقشہ اس طرح کھینچا گیا ہے:۔

ظھر الفساد فی البرّ
والبحر بما کسبت ایدی
الناس

لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث
خشکی اور تری میں ایک فساد
عظیم برپا تھا۔

ایسے وقت میں خدا سے دور اور ضلالت و گمراہی کے بیابانوں میں سرگردان نوعِ انسان کو آپؐ ہی کے ذریعہ کوچۂ محبوب تک رسائی ہوئی۔ آپؐ ہی کی کامل توجہ اور قوتِ قدسی سے مخلوق کا رشتہ اپنے حقیقی خالق و مالک سے استوار ہوا۔ سرنیوڑا کر بت پوجنے والوں نے آپؐ ہی کی زبان حقیقت ترجمان سے توحید خالص کا سبق پڑھا اور معرفتِ باری تعالیٰ کے وہ اصول سیکھے کہ جب تک آپؐ کی مبارک تعلیم دنیا میں موجود ہے نہ تو زمانہ جاہلیت کی بت پرستی پھر سے لوٹ سکتی ہے اور نہ ہی کسی شخص کے لئے یہ ممکن ہے کہ آپؐ کی تعلیم کے بغیر معرفتِ الٰہی کے کوچہ میں قدم رکھ سکے!

خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین اور اُس کی حقیقی معرفت ہی انسان کو گناہوں سے جہنم سے بچاتی اور ہر قسم کی نیکیوں کا دروازہ کھولتی ہے۔ پس اس جاہ و جلال کے نبی کا بڑا احسان ہے کہ اس نے توحید خالص کی تعلیم کے ساتھ معرفتِ الٰہی کے اسباب پر بھی سیر حاصل روشنی ڈالی اور خود راہبری فرما کر بندے کو خدا تک پہنچا دیا!!

ساری دنیا کے لئے حضورؐ کے احسانات عظیمہ میں سے دوسرے نمبر پر وہ مبارک تعلیم ہے جس کے ذریعہ آپؐ نے ہر قوم کے ہادی و پیشوا کی عزت و احترام کو دلوں میں قائم کر دیا۔ آپؐ نے ہی اس حقیقت کو دنیا کے سامنے رکھا کہ

ان من امۃ الا خلا
فیھا نذیر اور ولکل
قوم ھاد

کہ ہر قوم میں بدیوں اور بد اعمالیوں سے ہوشیار کرنے والا برگزیدہ انسان گذر چکا اور ہر قوم کی ارشاد و اصلاح کے لئے اس کے محبوب بندے اُسی قوم میں برپا ہوئے۔

اور ساتھ ہی ان غلط خیالات و نظریات کی تردید بھی کی جو مرورِ زمانہ کے باعث ان مقدسوں سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ اسطرح ایک عالمگیر امن و صلح کی راہیں ہموار کر دیں۔

اسی طرح دنیا میں مروجہ جو مختلف قسم کے مذہبی خیالات کے مقابل پر آپؐ نے فطرتِ انسانی کے پاکیزہ ہونے کا اعلان فرمایا اور قرآنی الفاظ میں بتلایا کہ

فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس
علیھا۔

اور اس کی تشریح آپؐ نے اپنے مبارک الفاظ میں اس طرح کی کہ

کل مولود یولد علی الفطرۃ

کہ ہر بچہ صحیح فطرت کے ساتھ اس جہان میں بھیجا گیا ہے۔ البتہ جوں جوں بڑا ہوتا ہے تو بیرونی اثرات سے متاثر ہو کر جادۂ اعتدال سے بھٹک جاتا ہے حتیٰ کہ بسا اوقات وہ ہستی باری تعالیٰ کا بھی انکار کر دیتا ہے۔

فطرتِ انسانی کی پاکیزگی کے اعلان کے ساتھ ہادیٔ برحق نے خدا تعالیٰ سے حکم پا کر ہر انسان کے لئے آزادیٔ ضمیر کے حق کا بھی اعلان فرمایا اور ہر قسم کے عقائد و خیالات کی تبلیغ و اشاعت کے متعلق ایک جامع اصول پیش کیا کہ

لا اکراہ فی الدین
قد تبین الرشد
من الغی۔

کہ دلائل و براہین کی موجودگی میں کسی طرح کے جبر و تشدد کی چنداں ضرورت نہیں۔ بھلی بری بات صحیح دلائل کے موازنہ سے پرکھی جا سکتی ہے۔ جس کا ہر شخص کو حق حاصل ہے۔ اور کسی کو اس بنیادی حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا!!

اسی طرح ہر قسم کے ملکی قومی طبقاتی یا نسلی امتیازات کو مٹا کر آپ ہی نے تمام بنی نوع انسان کو اخوت و محبت کی سلک میں منسلک فرمایا اور اس بات کا سبق دیا کہ

الخلق عیال اللّٰہ کہ تمام
مخلوق اللہ کا عیال ہے۔

نہ صرف یہ بلکہ مسلم کی تعریف میں اس نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ

المسلم من سلم المسلمون
من یدہ ولسانہ

کہ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کے شر سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں چنانچہ عملی میدان میں آپؐ کی اپنی ساری زندگی اور آپؐ کے صحابہ کرام کے حسن سلوک کے نمونے ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں۔

اس کے ساتھ ساری دنیا کے سامنے مساواتِ انسان کی دلکش تعلیم پیش کرتے ہوئے بتایا کہ بلحاظ انسانیت تم سب برابر کی پوزیشن رکھتے ہو۔ نہ تم میں سے کوئی ذلیل گردانا جا سکتا ہے اور نہ ہی زیادہ معزز و محترم مگر وہی جو اپنے اعمال و افعال کے ذریعہ ایسا بنے!! خدا کی نگاہ میں وہی زیادہ باعزت ہے جو اس کے احکام کے ماتحت چلتا ہے۔ (سورت حجرات ع ۲)

صاف ظاہر ہے کہ انسانی مساوات کے اس اصول کو تسلیم نہ کرنے سے ہی دنیا کے امن میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اور مساوات کو وہی شخص قبول نہیں کر سکتا جو اخوت انسانی کے اصل کو قبول کرنے سے انکار کرے جب ایک قوم اخوت انسان کے اصل کو نظر انداز کرتے ہوئے دوسری کو ذلیل سمجھتی ہے۔ یا دائرہ انسانیت سے خارج قرار دیتی ہے تو دنیا میں امن کیونکر قائم رہ سکتا ہے۔

جس طرح مادی ترقی کے نتیجہ میں ساری دنیا اس وقت گویا ایک پلیٹ فارم پر آ گئی ہے۔ اور ذرائع آمد و رفت کی سہولت نے مشرق کو مغرب سے ایسا قریب کر دیا ہے کہ جیسے ایک شہر کے مختلف محلے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے آپ کے ذریعہ روحانی لحاظ سے ساری دنیا کو ایک ہی ہاتھ پر جمع اور ایک ہی مرکز کے ماتحت لانے کے سامان کر دیئے۔ اور ہادیٔ برحق نے جہاں اس بات کا اعلان کیا کہ

انی رسول اللّٰہ الیکم
جمیعًا تو ساتھ ہی ساتھ
واعتصموا بحبل اللّٰہ
جمیعًا ولا تفرقوا

کی بھی تلقین کی تا جماعتی کی برکات سے سب ہی مستفید ہوں۔

پھر آپؐ نے ساری دنیا کے لئے اخلاقی تعلیم کا ایک جامع ضابطہ پیش کیا اور فرمایا

بعثت لاُتمم مکارم
الاخلاق۔

میں بلند اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

چونکہ آپؐ کی زندگی پر ہر قسم کے حالات آئے اسلئے ہر شعبۂ حیات میں آپ ہی کا پاک نمونہ دنیا کے لئے قابلِ عمل قرار پایا۔ آج دنیا اخلاقی قدروں سے منہ موڑ کر کافی تلخ تجربہ کر چکی ہے۔ اس کے اس احساس کی ابھی ابتداء ہے۔ وقت آتا ہے کہ اُسے پورے طور پر اس کا احساس ہو گا۔ تب دنیا اس محسنِ اعظم کے قدموں میں گرے گی!!

آج دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے لیڈر اکٹھے ہوتے ہیں اور بڑے غور و خوض کے بعد لمبے چوڑے نکات پر مشتمل بیانات دیئے جاتے ہیں جن میں مختلف رنگوں میں "جیو اور جینے دو" کے نظریے کا

(باقی ۲۰ پر)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۷ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ

گذشتہ دو دن سے حضور کی طبیعت قدرے بہتر ہے لیکن صحت کی حالت تا حال تسلی بخش نہیں ہے۔

احباب اپنے مقدس امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحتیاب فرمائے اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

بٹالہ ۸ ستمبر آج ڈیڑھ بجے کے قریب شریمتی اندرا گاندھی صدر آل انڈیا کانگرس پٹھانکوٹ سے ہوتے ہوئے یہاں پہنچیں ہزاروں کی تعداد میں علاقے کے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا مقامی عیدگاہ کے کھلے میدان میں موصوفہ کی تقریر ہوئی جس میں عوام کو متحد و اتفاق سے رہنے اور ملک کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی۔

اس موقعہ پر قادیان سے جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے موصوفہ کی خدمت میں قرآن مجید (انگریزی ترجمہ) کی ایک جلد پیش کی جسے خوشی سے قبول کیا گیا۔

قادیان ۸ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی احمدیہ کے کلمات طیبات سے چند اقتباسات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچائی اظہار کیلئے مجدد اعظم تھے

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لیے ایک مجدد اعظم تھے۔ جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں۔ کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا۔ اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولا اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلےٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے۔ اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصّہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے۔ کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہِ راست اختیار کر چکے تھے اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی۔ کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا۔ اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے با خدا انسان بنایا۔ اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی۔ اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کیے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔

پس بلاشبہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہونچے۔ اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں۔ اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۶۔۷)

بعثت نبویؐ کے وقت تمام دنیا کی حالت

"ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں مبعوث ہوئے تھے جبکہ دنیا ہر ایک پہلو سے خراب اور تباہ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (پ۲۱) یعنی جنگل بھی بگڑ گئے اور دریا بھی بگڑ گئے۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو اہل کتاب کہلاتے ہیں وہ بھی بگڑ گئے۔ اور جو دوسرے لوگ ہیں جن کو الہام کا پانی نہیں ملا وہ بھی بگڑ گئے ہیں۔ پس قرآن شریف کا کام دراصل مُردوں کو زندہ کرنا تھا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (پ۲۷) یعنی یہ بات جان لو کہ اب اللہ تعالےٰ نئے سرے سے زمین کو بعد اس کے مرنے کے زندہ کرنے لگا ہے۔ اس زمانہ میں عرب کا حال نہایت درجہ کی وحشیانہ حالت تک پہونچا ہوا تھا۔ اور کوئی نظام انسانیت کا اُن میں باقی نہ رہا تھا۔ اور تمام معاصی ان کی نظر میں فخر کی جگہ تھے۔ ایک ایک شخص صدہا بیویاں کر لیتا تھا۔ حرام کا کھانا ان کے نزدیک ایک شکار تھا۔ ماؤں کے ساتھ نکاح کرنا حلال سمجھتے تھے۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ کو کہنا پڑا کہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ (پ۵)

یعنی آج مائیں تمہاری تم پر حرام ہو گئیں۔ ایسا ہی وہ مُردار کھاتے تھے۔ آدم خور بھی تھے۔ دُنیا کا کوئی بھی گناہ نہیں جو نہیں کرتے تھے۔ اکثر معاد کے منکر تھے۔ بہت سے ان میں سے خدا کے وجود کے بھی قائل نہ تھے۔ لڑکیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے تھے۔ یتیموں کو ہلاک کر کے ان کا مال کھاتے تھے۔ بظاہر تو انسان تھے مگر عقلیں مسلوب تھیں۔ نہ حیا تھی نہ شرم نہ غیرت تھی۔ شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے۔ جس کا زناکاری میں اول نمبر ہوتا تھا وہی قوم کا رئیس کہلاتا تھا۔ بے علمی اس قدر تھی کہ اردگرد کی تمام قوموں نے ان کا نام اُمّی رکھ دیا تھا۔ ایسے وقت میں اور ایسی قوموں کی اصلاح کے لئے ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم شہر مکہ میں ظہور فرما ہوئے۔ . . . . پس اسی وجہ سے قرآن شریف دنیا کی تمام ہدایتوں کی نسبت اکمل اور اتم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیونکہ دنیا کی اور کتابوں کو ان تین قسم کی اصلاحوں کا موقع نہیں ملا۔ اور قرآن شریف کو ملا۔ اور قرآن شریف کا مقصد یہ تھا کہ حیوانوں سے انسان بناوے اور انسان سے با اخلاق انسان بناوے۔ اور با اخلاق انسان سے با خدا انسان بناوے۔ اسی واسطے ان تینوں امور پر قرآن شریف مشتمل ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲ و ۱۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کی عظمت

"حضرت موسیٰ بُردباری اور حلم میں بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت لے گئے تھے۔ اور بنی اسرائیل میں نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا ہوا۔ جو حضرت موسیٰ کے مرتبہ عالیہ تک پہنچ سکے۔ توریت سے ثابت ہے جو حضرت موسےٰ رفق اور حلم اور اخلاق فاضلہ میں سب بنی اسرائیلی نبیوں سے بہتر اور فائق تر تھے۔ جیسا کہ گنتی باب دوازدہم آیت سوم توریت میں لکھا ہے۔ کہ موسےٰ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ بُردبار تھا۔ سو خدا نے توریت میں موسےٰ کی بُردباری کی ایسی تعریف کی جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں میں سے کسی کی تعریف میں یہ کلمات بیان نہیں فرمائے۔

ہاں جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔ وہ حضرت موسےٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم تمام اُن اخلاق فاضلہ کا جامع ہے۔ جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔ اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ تُو خُلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہو گا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلےٰ درجے کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جو دوسری جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے۔ اور کوئی نبی تیرے مرتبے تک نہیں پہونچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب ۴۵ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۵۰۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

آپؐ کی قوی الاثر قوتِ قدسیہ

"یہ بات کسی سمجھ دار پر مخفی نہیں ہوگی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زاد بوم ایک محدود جزیرہ نما ملک ہے جس کو عرب کہتے ہیں جو دوسرے ملکوں سے ہمیشہ بے تعلق رہ کر گویا ایک گوشۂ تنہائی میں پڑا رہا ہے۔ اس ملک کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر محض ہونا اور سینکڑوں برسوں سے بُت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں ڈوبے چلے آنا۔ اور عیاشی اور بدمستی اور شراب خواری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ تک پہنچ جانا۔ اور چوری اور قزاقی اور خونریزی اور دختر کُشی اور یتیموں کا مال کھا جانے اور بیگانہ حقوق دبا لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا۔ غرض ہر ایک طرح کی بُری حالت اور ہر یک نوع کا اندھیرا اور ہر قسم کی ظلمت اور غفلت عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہورہ ہے کہ کوئی متعصب مخالف بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو اس سے انکار نہیں کرسکتا۔

اور پھر یہ امر بھی ہر ایک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور ناپارسا طبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہوگئے۔ اور کیونکر تاثیرات کلام الٰہی اور صحبت نبی معصومؐ نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں اُن کے دلوں کو یک لخت ایسا مبدّل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارفِ دینی سے مالا مال ہو گئے۔ اور محبتِ دنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں اپنے مالوں اپنے عزیزوں اپنی عزتوں اپنی جان کے آراموں کو اللہ جلّشانہٗ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ یہ دونوں سلسلے اُن کی پہلی حالت اور اس حالت اور اس نئی زندگی کے جو بعد اسلام انہیں نصیب ہوئے۔ قرآن شریف میں ایسی صفائی سے درج ہیں کہ ایک صالح اور نیک دل آدمی پڑھنے کے وقت بے اختیار چشم پُر آب ہو جاتا ہے۔ پس وہ کیا چیز تھی جو ان کو اتنی جلدی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف کھینچ کر لے گئی وہ دو ہی باتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ نبی معصومؐ اپنی قوتِ قدسیہ میں نہایت ہی قوی الاثر تھا۔ ایسا کہ نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ دوسری خدائے قادر مطلق حیّ وقیوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں۔ کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔ بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں۔ کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔ کون اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی کتاب نے ایسی عجیب تبدیلی و اصلاح کی جیسی قرآن شریف نے کی؟" (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۲۰۲ حاشیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت عامہ اور آپؐ پر نصرت الٰہی کی بارش

"انسانی فطرت شہادت دیتی ہے کہ جن نبیوں کی عام طور پر کروڑہا لوگوں میں قبولیت پھیل جاتی ہے۔ اور دلوں میں ان کی نہایت درجہ محبت اور عظمت بیٹھ جاتی ہے اور نصرت الٰہی بارش کی طرح اُن پر برستی ہے۔ وہ ہرگز جھوٹے نہیں ہوتے۔ کیونکہ بدذات مفتری کو جو خدا پر افتراء کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے خدا کی طرف سے وحی ہوئی اور خدا اپنے مجھ سے کلام کیا۔ حالانکہ نہ کوئی وحی اُس پر نازل ہوئی اور نہ خدا نے اُس سے کوئی کلام کیا اس قدر عزت ہرگز نہیں دی جاتی۔ جو شخص جائز رکھتا ہے۔ جو ایسی عزت مفتری کو بھی دی جاتی ہے اور ایسی مدد اور نصرت اور ایسے آسمانی نشان اُس کذاب دجال کو بھی ملتے ہیں جو خدا پر افتراء کرتا ہے۔ ایسا شخص در اصل خدا پر ایمان نہیں رکھتا اور درپردہ دہریہ ہے۔

یہی سچائی کی ایک زبردست دلیل ہے۔ جو دنیا کے تمام نبیوں سے زیادہ ہمارے سید و مولیٰ اور ہمارے محترم آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ اقبال اور عزت اور خدا کی مدد اور نصرت جو ان کو ملی وہ کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔ آپ ایسے وقت میں آئے جو دنیا شرک اور بُت پرستی سے بھری ہوئی تھی۔ کوئی پتھر کی پوجا کرتا تھا۔ اور کوئی آگ کی پرستش میں مشغول تھا اور کوئی سورج کے آگے ہاتھ جوڑتا تھا کوئی پانی کو اپنا پرمیشور خیال کرتا تھا اور کوئی انسان کو خدا بنائے بیٹھا تھا۔

علاوہ اس کے زمین ہر ایک قسم کے گناہ اور ظلم اور فساد سے بھری ہوئی تھی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کی موجودہ حالت کے بارہ میں قرآن شریف میں خود گواہی دی ہے اور فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی دریا بھی بگڑ گئے اور خشک زمین بھی بگڑ گئی۔ مطلب یہ کہ جن قوموں کے ہاتھ میں کتاب آسمانی تھیں تھی اور خشک جنگل کی طرح تھے وہ بھی بگڑ گئے۔ اور یہ ایک ایسا سچا واقعہ ہے۔ کہ ہر ایک ملک کی تاریخ اس پر گواہ ناطق ہے۔ کیا آریہ ورت کے دانا مؤرخ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ آنجناب کے ظہور کا زمانہ درحقیقت ایسا ہی تھا۔ اور بُت خانوں کو اس قدر عزت دی گئی تھی کہ گویا وید کا اصل مذہب یہی ہے۔

اور رجوع خلائق اور قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپؐ کی غلامی میں کمربستہ کھڑے ہیں۔ اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے زبردست بادشاہ جو ایک دنیا کو فتح کرنے والے تھے آپؐ کے قدموں پر ادنےٰ غلاموں کی طرح گر رہے ہیں۔ اور اس وقت اسلامی بادشاہ بھی ذلیل چاکروں کی طرح آنجناب کی خدمت میں اپنے تئیں سمجھتے ہیں۔ اور نام لینے سے تخت سے اُتر آتے ہیں۔

اب سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ عزت۔ کیا یہ شوکت۔ کیا یہ اقبال۔ کیا یہ جلال۔ کیا یہ ہزاروں نشان آسمانی کیا یہ ہزاروں برکات ربانی جھوٹے کو بھی مل سکتے ہیں؟ ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے خدا کا اس پر بڑا ہی فضل ہے۔ وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اُس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے خدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے۔ اگر اسلام نہ ہوتا تو اس زمانہ میں اس بات کا سمجھنا محال تھا کہ نبوت کیا چیز ہے۔ اور کیا معجزات بھی ممکنات میں سے ہیں۔ اور کیا وہ قانون قدرت میں داخل ہیں۔ اس عقدہ کو اُسی نبی کے دائمی فیض نے حل کیا۔ اور اسی کے طفیل سے اب ہم دوسری قوموں کی طرح صرف قصّہ گو نہیں ہیں بلکہ خدا کا نور اور خدا کی آسمانی نصرت ہمارے شامل حال ہے۔ ہم کیا چیز ہیں جو اس شکر کو ادا کرسکیں کہ وہ خدا جو دوسروں پر مخفی ہے اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسروں سے نہاں در نہاں ہے وہ ذوالجلال خدا محض اس نبی کریمؐ کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر ہو گیا۔

پھر یہ عجیب بات ہے کہ اُسی کامل نبی سے مخالف قوموں کا سب سے بڑھ کر بغض ہے۔ اُسی کی توہین کیلئے اور اُسی کی تکذیب کی غرض سے جس قدر دنیا میں کتابیں شائع ہوئی ہیں ابتدائے دنیا سے آج تک کسی اور نبی کی توہین کے لئے اس کثیر مقدار کی کتابیں شائع نہیں ہوئیں۔ اس سے ثابت ہے کہ جس سے خدا زیادہ پیار کرتا ہے اور جس کو زیادہ اپنے جلال اور بزرگی سے حصّہ بخشتا ہے۔ اُسی سے یہ اندھی دنیا زیادہ دشمنی کرتی ہے۔ مگر اُسی عظیم الشان نبی نے ہمیں سکھایا ہے کہ جن جن نبیوں اور رسولوں کو دنیا کی قومیں مانتی چلی آئی ہیں۔ اور خدا نے عظمت اور قبولیت اُن کی دنیا کے بعض حصوں میں پھیلا دی ہے۔ وہ درحقیقت خدا کی طرف سے ہیں۔ اور اُس کی آسمانی کتابیں ہیں گو دُور دراز زمانہ کی وجہ سے کچھ تبدیل تغیر ہو گئی ہو۔ یا اُن کے معنے خلاف حقیقت سمجھے گئے ہوں۔ مگر در اصل وہ کتابیں منجانب اللہ اور عزت اور تعظیم کے لائق ہیں۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا۔ تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالےٰ کے نبی گذرے ہیں۔ اور فرمایا کہ کَانَ فِی الْھِنْدِ نَبِیًّا اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُہٗ کَاھِنًا یعنی ہند میں ایک نبی گذرا ہے۔ جو سیاہ رنگ تھا۔ اور نام اُس کا کاہن تھا۔ یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔ اور آپؐ سے پوچھا گیا کہ کیا زبان پارسی میں کبھی خدا نے کلام کیا ہے۔ تو فرمایا کہ ہاں خدا کا کلام زبان پارسی میں بھی اُترا ہے جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے "ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم"۔ اور خدا نے قرآن شریف میں یہ بھی فرمایا ہے۔ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ۔ یعنی جس قدر دنیا میں نبی گذرے ہیں بعض کا ان میں سے ہم نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔ اس قول سے مطلب یہ ہے کہ تا مسلمان حسن ظن سے کام لیں۔ اور دنیا کے ہر ایک حصہ کے نبی کو جو گذر چکے ہیں عزت اور تعظیم سے دیکھیں۔ اور بار بار قرآن شریف میں یہی ذکر کیا گیا ہے اس سے مقصود مسلمانوں کو یہ سبق دینا ہے کہ دنیا کے کسی حصہ کے ایسے نبی کی کسرِ شان نہ کریں جو ایک کثیر قوم نے اُس کو قبول کر لیا تھا"۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۱۱)

یہ تباہ کُن سیلاب ـــــ خُدا کی پناہ

عامۃ النّاس میں اصلاحِ اخلاق کی شدید ضرورت

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی)

حضرت میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا یہ قیمتی مضمون اخبار الفضل مجریہ ۳۰/۸/۵۹ سے تاریخی بدر کے استفادہ کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ ایک اصلاحی مضمون ہے جس میں عامۃ الناس کو بہترین الفاظ میں اصلاحِ اخلاق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور سیرت مقدسہ نبویہ کا نمایاں پہلو بھی پاک نمونہ کے ذریعہ دنیا میں اخلاقی اقدار کو بلند کرنا ہے اس لحاظ سے اس مضمون کو بھی گویا بالواسطہ طور پر سیرت نبوی کا ہی تذکرہ ہے کیونکہ بات عملی طور پر ناممکن ہے کہ اخلاق فاضلہ کی حقیقت پر روشنی ڈالی جائے اور مقدس سیرت نبوی میں ان کے بہترین نمونہ تہ دکھائے جائیں!! (ایڈیٹر)

چند سالوں سے پاکستان اور ہندوستان اور کشمیر وغیرہ میں غیر معمولی سیلاب آ رہے ہیں جو اپنی تباہ کاری اور وسعت میں بالکل عدیم المثال ہیں۔ قریباً ہر سال غیر معمولی بارشوں کی وجہ سے ان علاقوں کے ندی نالے اور دریا اس طرح اُبلتے اور جوش مارتے ہیں کہ گویا وہ خالقِ ارض و سما کی طرف سے مخلوق کو ہوشیار اور بیدار کرنے کے لئے مامور کئے گئے ہیں۔ طبعیات کے ماہروں اور انجینئروں اور دیگر واقف کاروں نے ان غیر معمولی سیلابوں کی بعض وجوہات بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور ممکن ہے کہ ان میں سے بعض وجوہات بیان کرنے کی کوشش کی جو مکن ہے کہ ان میں سے بعض وجوہ ظاہری اسباب کے لحاظ سے درست بھی ہوں۔ مگر ان کی غیر معمولی نوعیت اور ان کی ہیبت ناک تباہ کاری اور پھر دس بارہ سال سے ان کا اوپر تلے قریباً ہر سال اپنے خونی لاؤ لشکر کے ساتھ ملک کے نواح میں ڈیرے ڈالنا ہر سمجھدار غور کرنے والے شخص کو حیرت میں ڈال رہا ہے۔ کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے؟ چنانچہ "سیلاب کا عذاب" کے عنوان کے ماتحت ملک کے مشہور اور نامور اخبار "نوائے وقت" کا وقائع نگار خصوصی لکھتا ہے:۔

"جولائی، اگست و ستمبر ـــــ ان تینوں مہینوں میں بارش اور سیلاب کے باعث پریشانی غرقابی اور نقل مکانی کا عذاب متوقع ہوتا ہے۔ ہزاروں ایکڑ زمین پر بپھرے ہوئے دریاؤں کی یلغار سے ہمارے معاشرتی نظام کی برہمی اس قدر نقصان دہ ہوتی ہے کہ اس کی تلافی دوسرے سال تک بھی ممکن نہیں ہوتی۔ کسے معلوم ہے کہ منزل ناآشنا میں کتنے انسانی ٹھکانوں کو یہ طغیانی اس سال بھی بہالے جائے گی۔ کتنے مویشی بھٹک جائیں گے۔ کتنا اناج اور بھوسہ بہہ جائے گا اور مواصلات کا کس قدر سلسلہ بے ربط ہو جائے گا"

(نوائے وقت ۴ جولائی ۱۹۵۹ء)

پھر "سیلاب کی تباہ کاریوں" کے عنوان کے تحت روزنامہ تسنیم لاہور کا مقالہ افتتاحیہ میں ذیل کا ہیبت ناک نقشہ پیش کیا گیا ہے:۔

"سیلاب کی تباہ کاریاں ہماری زندگی کا گویا معمول بن چکی ہیں۔ تقریباً ہر سال ہمیں ان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بہت سی انسانی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ بیشمار مویشی مر جاتے ہیں۔ فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ مکانات گر جاتے ہیں۔ سڑکیں اور ریلوے لائنیں ٹوٹ جاتی ہیں، کاروبارِ زندگی سیلاب زدہ علاقوں میں معطل ہو جاتا ہے۔ آمد و رفت کے ذرائع ختم ہو جاتے ہیں۔ زرعی معیشت اور اقتصادی زندگی تہ و بالا ہو جاتی ہے۔ لاکھوں روپے پر پانی پھر جاتا ہے۔ سیلاب اُتر جاتا ہے تو امراض پھوٹ پڑتے ہیں ..... اس طرح یہ سیلاب ملک کی معیشت اور اقتصادیات اور عام زندگی کے لئے ایک مستقل دردِ سر بن گئے ہیں"

(روزنامہ تسنیم لاہور ۹ جولائی ۱۹۵۹ء)

کشمیر میں سیلاب کی تباہ کاری کے متعلق ملک کا مشہور و معروف اخبار "پاکستان ٹائمز" لکھتا ہے:۔

"وادی کشمیر میں حالیہ سیلاب سے زائد از ایک سو انسانی جانیں ہلاک ہو چکی ہیں۔ کشمیر کا یہ سیلاب جہاں تک زندہ انسانوں کی یاد کام کرتی ہے۔ ہولناک ترین سمجھا گیا ہے۔ اس سیلاب میں فوج کے متعدد سپاہی بھی دوسروں کو بچاتے بچاتے ہلاک ہو چکے ہیں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ وادی کشمیر کی چاول کی نصف فصل سیلاب کا شکار ہو گئی ہے"

(پاکستان ٹائمز مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۵۹ء)

مغربی پاکستان میں سیلاب کے مجموعی نقصان کا جو اندازہ وسط جولائی ۱۹۵۹ء تک لگایا گیا ہے (اور یہ ابھی بارش کے آغاز کا وقت تھا جس کے بعد اب تک سیلاب کی تباہ کاری جاری ہے) اس کا خلاصہ یوں بیان کیا گیا ہے:۔

"ایک عبوری سرکاری جائزہ کے مطابق مختلف اضلاع میں اس وقت تک سو سے زیادہ افراد جاں بحق ہوئے ہیں۔ تین ہزار سے زیادہ مویشی ہلاک اور لاپتہ ہیں۔ چار ہزار مکانات بالکل تباہ ہو گئے ہیں اور دس ہزار مکانوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ ہزاروں من اناج اور بھوسہ ضائع ہو گیا ہے۔ سیلاب سے کھڑی فصلوں کو بھی بے پایاں نقصان پہنچا ہے صرف دو اضلاع سیالکوٹ اور مظفر گڑھ میں ڈیڑھ لاکھ ایکڑ میں کھڑی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں"

(روزنامہ آفاق لاہور ۱۶ جولائی ۱۹۵۹ء)

پھر یہی اخبار آفاق اپنے دوسرے نوٹ میں چند دن بعد لکھتا ہے کہ:۔

"سیلاب سے مغربی پاکستان کے بارہ اضلاع شدید طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ ان اضلاع کی آبادی سوا کروڑ کے قریب ہے گویا صوبہ کی ایک تہائی آبادی سیلاب سے متاثر ہوئی ہے ...

...... یہ مختلف اقسام کے نقصان کی جو تفصیل پیش کی گئی ہے وہ بہت روح فرسا کیفیت سامنے لاتی ہے۔ سیلاب سے ۱۴۲۸ دیہات متاثر ہوئے ہیں۔ ساڑھے بارہ ہزار مکانات کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ تین ہزار مویشی بہہ گئے ہیں۔ چودہ لاکھ ایکڑ اراضی زیرِ آب آئی ہے۔ اور اڑھائی لاکھ من غلہ اور بھوسہ تباہ ہوا ہے"

(روزنامہ آفاق مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۵۹ء)

یہ ہولناک نقصان صرف مغربی پاکستان اور کشمیر سے تعلق رکھتا ہے۔ جو نقصان مشرقی پاکستان اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ وہ اس کے علاوہ ہے۔ اور پھر یہ نقصان صرف موجودہ سال سے متعلق ہے۔ گذشتہ دس بارہ سالوں میں جو ہولناک نقصانات غیر معمولی سیلابوں کی وجہ سے ہوئے ہیں وہ مزید برآں ہیں اور ابھی موجودہ برسات کا کچھ حصہ باقی ہے۔

بے شک ان عدیم المثال سیلابوں اور ان ہیبت ناک تباہ کاریوں اور ان کی پے در پے تکرار کی کچھ ظاہری اور مادی وجوہات بھی ضرور ہوں گی۔ لیکن اس ارض و سما اور اس کائنات عالم کا کوئی خالق و مالک خدا ہے۔ اور ضرور ہے۔ جس کے ہاتھ میں تقدیر کی کنجیاں ہیں جو ہمارے رسولِ پاک (فداہ نفسی) کے فرمان کے مطابق ہر قدر خیر و شر کا مالک ہے۔ تو اس نے اپنی قدیم سنت کے مطابق ان مادی اور ظاہری وجوہات کے پیچھے کچھ روحانی اور باطنی موجبات بھی لگا رکھی ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس رحیم و کریم ہستی کا ہر فعل خواہ وہ بظاہر کتنی سختی اور کتنے شدید عذاب کی صورت میں نظر آئے۔ دراصل اس کی ازلی رحمت کا ہی کرشمہ ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ایک مہربان اور شفیق باپ کی طرح اپنی مخلوق کو ان کی غفلت کی میٹھی نیند سے جگا کر ہوشیار کرنا چاہتا ہے۔

چنانچہ مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی زبان پر خدا تعالےٰ نے ان غیر معمولی سیلابوں اور غیر معمولی عذابوں کی پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ اور دنیا کو بار بار ہوشیار کیا تھا۔ کہ وہ وقت سے پہلے اصلاح کر لیں۔ مگر ضروری تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے اور دنیا ان ہیبت ناک نظاروں کو دیکھتی تا اگر ڈرانے سے نہیں تو کم از کم ان تباہ کاریوں کا نظارہ کرنے سے ہی لوگوں کے دل خوفِ خدا سے بھر کر اپنے اخلاق اور کردار کی اصلاح کی طرف مائل ہو سکتے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو خدا تعالےٰ نے کئی سال قبل الہام کے ذریعہ فرمایا تھا کہ:۔

"صحن میں ندیاں چلیں گی اور سخت زلزلے آئیں گے"

(تذکرہ صفحہ ۶۶۶)

پھر خدا نے عز و جل نے آپ کی زبان پر فرمایا:۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۷)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں شہروں کو گرتے دیکھتا اور
آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"۔
(تذکرہ صفحہ ۷۶۳ حاشیہ)

پھر مخلوقِ خدا کی ہمدردی کے جذبہ سے مغلوب ہو کر کس دردناک انداز میں فرماتے ہیں کہ:۔

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
(چشمہ مسیحی)

مگر ان اعلانات اور ان خدائی مکاشفات کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی بار بار صراحت فرمائی کہ اس قسم کے عمومی عذاب صرف لوگوں کی بداخلاقی اور بدکرداری اور بددیانتی اور بے حیائی اور فریب دہی اور ظلم و ستم اور قتل و غارت اور لین دین میں دھوکا اور جھوٹ اور اکل بالباطل اور اغوا اور زنا اور چوری اور ڈاکہ زنی وغیرہ کے نتیجہ میں آتے ہیں۔ جن سے بچنے کے لئے کسی تبدیلی مذہب کی ضرورت نہیں بلکہ صرف عام اخلاقی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ شدید آفت مذہب پر لوگوں پر کوئی اثر نہیں رکھتی اور نہ ہندو یا عیسائی ہونے سے کسی پر اس قسم کا (عمومی) عذاب آ سکتا ہے کہ کوئی میری بیعت میں داخل نہیں۔ یہ سب لوگ اس تشویش سے محفوظ ہیں۔ ہاں جو شخص کسی مذہب کا پابند ہو جرائم پیشہ اپنی عادت رکھتا ہے اور فسق و فجور میں غرق ہے اور زانی اور خونی اور چور اور ظالم اور ناحق طور پر بداندیش اور بدزبان اور بدچلن ہو اس کو ڈرنا چاہیئے اور اگر وہ توبہ کرے تو اس کو بھی کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک کردار اور نیک چلن ہونے سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے"۔
(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

دراصل خدائی عذاب کا قانون ایک بڑے گہرے فلسفہ اور باریک حکمت پر مبنی ہے جسے سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں۔ موٹے طور پر یہ جاننا کافی ہے کہ خدائی عذاب چار اقسام پر منقسم ہے:۔

(اوّل) وہ عذاب جو صرف دنیا میں آتا ہے اور آخرت میں نہیں آتا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص زنا یا چوری وغیرہ کا جرم کرے اور اسے اسی دنیا میں اس جرم کی سزا مل جائے اور پھر وہ توبہ کر لے اور آخرت کے عذاب سے بچ جائے جیسا کہ حدیث میں ایک عورت کے ذکر میں آتا ہے کہ اس نے اس کا اعتراف کیا اور اس پر اسے سزا ملی۔ مگر اس کی غیر معمولی سچی توبہ کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کی توبہ اس وادی کے سارے گنہگاروں پر تقسیم کی جاتی تو وہ بھی خدائی مغفرت کے حقدار بن جائیں۔

(دوم) وہ عذاب جو اس دنیا میں بھی آتا ہے اور آخرت میں بھی آتا ہے۔ جیسا کہ اوپر کے عمومی عذاب میں ذکر ہے جو عامۃ الناس کے گناہوں کی کثرت اور اخلاقی بدکرداریوں اور بدعنوانیوں کی وجہ سے اس دنیا میں آتا ہے اور اگر لوگ توبہ نہ کریں تو ایسے لوگ یقیناً آخرت میں بھی خدائی عذاب کا نشانہ بنیں گے۔

(سوم) اسی طرح ایک اور عذاب بھی ہوتا ہے جو اس دنیا میں بھی آتا ہے اور آخرت میں بھی آتا ہے جیسا کہ خدا کے رسولوں اور ماموروں کے سرکش منکروں اور ائمۃ الکفر اور روحانی نظاموں کے باغیوں پر آیا کرتا ہے۔ جیسا کہ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوجہل اور عتبہ اور شیبہ اور اُبی اور امیّہ اور عقبہ وغیرہ پر آیا کہ وہ اس دنیا میں بھی ذلت کی موت مارے گئے۔ اور آخرت میں بھی ان کے لئے جہنم کی آگ مقدر ہے۔ یا جیسا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح ناصریؑ کے جھوٹے نمائندہ اور ہمارے رسول پاکؐ کے ناپاک دشمن ڈوئی کا امریکہ میں انجام ہوا جس نے مسیح محمدیؐ کے مقابل پر کھڑے ہو کر اسلام کی تباہی کی پیشگوئی کی تھی مگر پھر وہ آپؑ کی زندگی میں ذلت کی موت مر کر ختم ہو گیا۔ یا جیسا کہ ایک ایسے شخص پر عذاب آیا۔ جس کی انتہائی اسلام دشمنی اور بدزبانی کی وجہ سے مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ چھ سال کے اندر گوسالہ سامری کی طرح ہلاک کیا جائے گا اور فرمایا تھا کہ:۔

الا اے دشمنِ نادان و بیراہ
بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ

(چہارم) وہ عذاب جو اس دنیا میں نہیں آتا بلکہ صرف آخرت میں آتا ہے یہ وہ عذاب ہے جو خدائی ماموروں اور رسولوں کے عام منکروں کے لئے مقدر ہوتا ہے جو ایک روحانی مصلح کی آواز سننے اور عمومی رنگ میں اتمام حجت ہونے کے باوجود انکار پر قائم رہتے ہیں اور حبل اللہ کو نہیں پکڑتے جو لوگوں کی اخروی نجات کے لئے آسمان سے نازل کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ خدائی عذاب کی بعض اور بھی اقسام ہیں مگر اس جگہ مجھے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

بہرحال موجودہ غیر معمولی سیلاب اور ان کی غیر معمولی تباہ کاری اور ان کا غیر معمولی تسلسل ایک غیب کی انگلی ہے۔ جو لوگوں کی اخلاقی اصلاح کے لئے اٹھائی گئی ہے۔ اس قسم کے عذاب میں کسی مامور من اللہ کے انکار کا دخل نہیں۔ اور نہ ہی تبدیلیٔ مذہب کا کوئی سوال ہوتا ہے۔ بلکہ یہ تباہ کاری صرف عامۃ الناس کو ان کے اخلاقی جرائم اور بدکرداریوں پر ہوشیار کرنے کے لئے واقع ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے آجکل لوگوں کا اخلاق اور لوگوں کا کردار اتنا گر چکا ہے کہ خدا کی پناہ۔ اس کے لئے ملکی حکومت کے زبردست اقدام کے علاوہ بعض غیبی دھکوں کی بھی ضرورت ہے۔ جو سوتے ہوؤں کو جگا سکیں اور جاگتے ہوؤں کے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کو استوار کر سکیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ

قادیان ۸ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ہفتہ زیر اشاعت اخبار الفضل میں محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو رپورٹیں شائع ہوئی ہیں ان کا خلاصہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

کراچی ۳۱ اگست (بوقت ۸½ بجے صبح) کل صبح سے بارہ بجے تک حضور کو اعصابی بے چینی کی بہت تکلیف رہی۔ بارہ بجے سے چار بجے تک طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی اس کے بعد سے مغرب تک پھر بے چینی رہی شروع رات نیند آ گئی مگر پھر آنکھ کھل گئی اور حضور تین گھنٹہ تک نہ سو سکے۔ اس کے بعد کچھ نیند آ گئی۔ اس وقت تک حضور آرام فرما رہے ہیں۔

کراچی یکم ستمبر (بوقت ۹ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی اعصابی بے چینی کی تکلیف رہی گو پرسوں کی نسبت کم تھی رات نیند اچھی آ گئی۔ آج صبح سے کافی بے چینی ہے۔

کراچی ۲ ستمبر (بوقت ۹ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت بوجہ شدید اعصابی ضعف اور بے چینی خراب رہی بعد نماز عصر حضور نے جماعت کراچی سے ملاقات فرمائی جس کے باعث کافی ضعف محسوس فرمایا۔ شروع رات نیند نہ آ سکی اس کے بعد نیند آ گئی۔ اس وقت ہلکی بے چینی ہے۔

ربوہ ۴ ستمبر (بوقت ۹½ بجے صبح) پرسوں تمام دن حضور کو ہلکی اعصابی کمزوری کی شکایت رہی۔ شام ۶½ بجے حضور کار میں کراچی اسٹیشن پر تشریف لے گئے اور کچھ دیر ویٹنگ روم میں انتظار فرما کر ۷½ بجے چناب ایکسپریس پر سوار ہوئے۔ گاڑی کے جھٹکوں کی وجہ سے حضور تمام رات بالکل نہ سو سکے۔ نیز دائیں ٹانگ میں نقرس کی تکلیف بھی ساتھ ہی شروع ہو گئی جس کے باعث بہت بے چینی رہی۔ کل تمام دن بھی گاڑی میں بے چینی کی بہت شکایت رہی اور نقرس کی تکلیف بھی بڑھ گئی۔ کل شام ۵½ بجے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ربوہ پہنچے۔ نقرس کی تکلیف کے باعث حضور بالکل کھڑے نہ ہو سکتے تھے۔ لہٰذا اچھی طرح سہارا دے کر کرسی پر بٹھا کر حضور کو گاڑی سے موٹر میں بٹھایا گیا۔ یہاں آ کر بے چینی میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے افاقہ ہوا مگر نقرس کی وجہ سے تکلیف رہی تاہم الحمد للہ کہ جلد حضور سو گئے اور تمام رات اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور نے آرام فرمایا۔

حضور کے قیام کراچی کے دوران میں جماعت کراچی نے نہایت اخلاص اور محبت سے خدمت کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ربوہ ۵ ستمبر (بوقت سوا نو بجے صبح) کل دن بھر حضور کو کچھ اعصابی بے چینی رہی بعد دوپہر کئی دفعہ اسہال بھی آ گئے جس کے باعث کچھ ضعف محسوس فرماتے رہے۔ شام کے وقت حضور کو ملیریا بخار کی تکلیف ہو گئی جو چند گھنٹے تک رہی رات نیند آ گئی۔ اس وقت بخار نہیں ہے۔

ربوہ ۶ ستمبر (بوقت ۹¾ بجے صبح) کل دن بھر حضور کو ہلکی بے چینی کی تکلیف رہی۔ الحمد للہ کہ کل

معلّمِ اخلاق ـــــ صلے اللہ علیہ وسلم

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں ✤ جو دیکھا وہ حسن اور وہ نورِ جبیں
پھر اُس پر وہ اخلاق اکمل تریں ✤ کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں!
زہے خُلقِ کامل زہے حُسنِ تام ✤ عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

• (از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدارس)

آنحضرت صلعم کا بلند ترین روحانی و اخلاقی مقام

خدائے بزرگ و برتر نے بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ایک طرف روحانیت کا بلند ترین منصب "خاتم النبیین" عطا فرمایا اور یوں آپ کو روحانی اعتبار سے سب نسل انسانی کا سردار بنا دیا۔ تو دوسری طرف آپ کو اخلاق فاضلہ کے اعلےٰ ترین مقام پر بھی کمال طور پر فائز فرمایا۔ جس کی تصدیق آیت قرآنی "انک لعلیٰ خلق عظیم" سے ہوتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعلےٰ درجہ کے اخلاق کے مالک ہیں۔ کیونکہ روحانی انقلاب برپا کرنے والے انسان کے لئے اخلاقی اقدار کا حامل ہونا ازبس ضروری ہے۔

اعجازِ اخلاق

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس اخلاقی اعجاز کا یوں ذکر فرماتے ہیں کہ

"اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے۔ جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق ہی دیا گیا ہے۔ جیسے فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم۔ یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قسم کے خوارق قوتِ نبوت میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر آپ کے اخلاقی اعجاز کا نمبر ان سب سے اول ہے۔ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی۔ اور نہ پیش کر سکے گی"۔

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۱۰۸)

اخلاق کیا ہیں؟

کسی شخص کی اخلاقی حالت کا جائزہ لینے سے قبل ضروری ہے کہ ہمیں "اخلاق" کی صحیح تعریف و حقیقت کا علم ہو۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ

"غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ادب۔ حیاء۔ دیانت۔ مروّت غیرت۔ استقامت۔ عفّت زہادت۔ اعتدال۔ مواسات یعنی ہمدردی۔ ایسا ہی شجاعت سخاوت عفو۔ صبر۔ احسان۔ صدق وفا وغیرہ ہیں۔ جب یہ تمام طبعی حالتیں عقل و تدبر کے مشورہ سے اپنے اپنے محل اور موقعہ پر ظاہر کی جاویں۔ تو ان سب کا نام اخلاق ہوگا۔ اور تمام اخلاق درحقیقت انسان کی طبعی حالتیں اور طبعی جذبات ہیں۔ اور صرف اس وقت اخلاق کے نام سے موسوم ہوتے ہیں کہ جب محل اور موقعہ کے لحاظ سے بالا رادہ اُن کو استعمال کیا جاوے"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

اخلاقِ فاضلہ کا پیکر

متذکرہ بالا تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت و سوانح کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اس انسان کامل کو اخلاق فاضلہ کا پیکر پاتے ہیں۔ قرآن مجید جو اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ اُس میں جن اخلاق فاضلہ کو اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُن اخلاق کی جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی عملی تصویر نظر آتے ہیں۔ اسی حقیقت اور پاکیزہ نمونہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔

"کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن"

کہ آپ کے خلق سراپا قرآن ہیں یعنی آپ ان تمام اخلاق فاضلہ سے متصف ہیں جن کا تذکرہ قرآن پاک نے فرمایا ہے۔ آپ کی سیرت مبارک میں شروع سے آخر تک قرآن کے سوا کچھ نہیں۔ آپ کے اعمال قرآن مجید کی عملی تفسیر ہیں۔

اُسوۂ حسنہ

آنحضرت صلعم زندگی کے ہر دور میں سے گذرے۔ آپ کے بچپن۔ جوانی اور بڑھاپے کے پاکیزہ اعمال و افعال آسمان اخلاق میں درخشندہ ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ مختلف دنیوی اشغال میں آنحضرتؐ کو حصہ لینا پڑا۔ مگر ان سب معاملات میں آپ کی دیانت و امانت۔ عفت و پاکیزگی۔ جرأت و شجاعت سچائی اور راستبازی مسلّمہ خلائق ہے۔ یہاں تک کہ

(الف) مخالفین اسلام نے برسرِ مجلس اقرار کیا ما جربنا علیک الا صدقاً۔ کہ ہم نے آنحضرت صلعم سے ہمیشہ راستبازی اور سچائی کا ہی مشاہدہ کیا ہے۔ اور پھر "امین و صدوق" کے پاکیزہ القاب سے آپ کو ملقب کیا۔

(ب) اس زمانہ کا ایک مستشرق سر ولیم میور اپنی کتاب "لائف آف محمد" میں اعتراف کرتا ہے کہ

"تمام تصنیفات محمد صلعم کے بارہ میں اُن کے چال و چلن کی عصمت اور اُن کے اطوار کی پاکیزگی پر جو اہل مکہ میں کمیاب تھیں۔ متفق ہیں"۔

آنحضرت صلعم کے انہیں فضائل و کمالاتِ حسنہ کی وجہ سے خداوند تعالےٰ نے آپ کے حق میں لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ فرما کر تمام نسل انسانی کے لئے آپ کے وجود باوجود کو اسوۂ حسنہ یعنی ایک مکمل پاکیزہ عملی نمونہ قرار دیا۔

درسِ اخلاق

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خود اخلاق فاضلہ سے متصف تھے اور اخلاقی اقدار کو عملی جامہ پہنانے والے تھے۔ اسلئے آپ کے قلب مطہر میں یہ جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ کہ دنیا میں بھی یہ اخلاق عالیہ قائم و دائم ہوں۔ توحید الٰہی اور رسالت محمدیہ کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار کو قائم کرنا بھی آپؐ کی بعثت کی اغراض میں شامل تھا۔ اسی کی طرف آپ ان الفاظ میں اشارہ فرماتے ہیں کہ

"بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ"۔

کہ میری بعثت کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ میں دنیا میں اچھے اخلاق کو قائم کروں۔ چنانچہ اخلاق عالیہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(ا) "ما من شیئ فی المیزان اثقل من حسن الخلق"

(ابوداؤد)

کوئی چیز ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی نہیں۔ یعنی خدا تعالےٰ کے ترازو میں اخلاق سے بڑھ کر کسی چیز کا وزن نہیں کیونکہ اعلےٰ اخلاق ہونیکی کی بنیاد ہیں۔ حتیٰ کہ روحانیت بھی درحقیقت اخلاق ہی کا ایک ترقی یافتہ مقام ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے اخلاق کی درستی پر زیادہ زور دیا ہے۔

نیز فرمایا:

(ب) ان من خیارکم احسنکم اخلاقاً (مسلم)

کہ تم میں سے اچھا وہ شخص ہے جو اخلاق میں اچھا ہے۔ گویا کسی انسان کی بھلائی اور برائی میں مابہ الامتیاز اُس کے اخلاق ہیں۔ اعلےٰ اخلاق انسانیت کو اُجاگر کرنے کا ذریعہ ہیں۔

(ج) ایک موقعہ پر آپؐ سے سوال کیا گیا کہ نیکی اور گناہ کیا ہیں؟ تو فرمایا:

"البر حُسْنُ الخلق والاثم ما حاک فی صدرک وکرھت ان یطلع علیہ الناس" (مسلم)

کہ نیکی "حسن اخلاق" کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینہ میں کھٹکے اور تو نہ چاہے کہ لوگ اس پر اطلاع پائیں۔ سبحان اللہ! آنحضرت صلعم نے نیکی اور بدی کی کیا خوب تعریف فرمادی۔ اب ہر شخص اپنے ضمیر سے پوچھ سکتا ہے۔ کہ یہ نیکی ہے یا بدی۔ کسی بیرونی طاقت سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اخلاق فاضلہ نیکی ہی سکھاتے ہیں۔ کہ ان کے نتیجہ میں اگر ایک طرف مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو دوسری طرف انسان کو خود اطمینان قلب

حاصل ہوتا ہے یہ طمانیت نفس بھی خدائی انعام ہے۔

روحانی واخلاقی انقلاب آنحضرت صلعم جس زمانہ اور جس ماحول میں مبعوث ہوئے وہ بالفاظ قرآنی "ظہر الفساد فی البرّ والبحر" کا مصداق تھا۔ لوگ اگر ایک طرف خدا کو بھول کر شرک میں مبتلا ہو چکے تھے۔ تو دوسری طرف اخلاقی اقدار کو فراموش کر کے مختلف بدیوں اور گناہوں میں ملوث تھے۔ قتل و خونریزی۔ شراب و زنا۔ اور چوری و قمار بازی اُن کا محبوب مشغلہ تھا۔ ایسے ناپاک ماحول میں پرورش پا کر ایک "دُرِّ یتیم" کا اخلاق عالیہ سے متصف ہونا ایک اعجاز تھا۔ اور آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی قوت قدسیہ اور اخلاق فاضلہ کی برکت سے اس ماحول کی کایا پلٹ دی۔ اور ایک زبردست روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کر دیا۔ کہ ان بہائم کو انسان بنایا۔ نہ صرف انسان بلکہ تعلیم یافتہ اور با اخلاق انسان بنایا۔ اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔ پیمانہ شراب پینے والے پیمانہ آستانہ الٰہی پر گرنے لگے۔ راتوں کو عیش و عشرت کرنے والے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اللہ کے حضور میں اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے لئے گریہ و زاری کرنے لگے۔ قتل و خونریزی کے شیدا امن و صلح کے پیغامبر بن گئے۔ لوگوں کو لوٹنے والے اپنے مالوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ میں اور غریبوں اور مظلوموں کی حمایت میں لُٹانے لگے۔ وہ اُمّی و ان پڑھ دنیا کے معلم و مزکی بن گئے۔ یہ عرب کے وحشی متمدن و مہذب بن گئے۔ وہ بادیہ نشین اونٹوں کو چرانے والے دنیا کے بادشاہ بن گئے۔ لیکن اس سارے روحانی و اخلاقی انقلاب کے پس منظر میں ایک ہی پیارا وجود نظر آتا ہے۔ وہ ہیں ہمارے پیارے معلم اخلاق آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام!
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

اخلاقی تعلیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اخلاقی تعلیم دنیا کو دی ہے۔ اس میں کسی حقدار کے حق کو نظر انداز نہیں کیا۔ خدا سے لے کر بندوں تک۔ اور پھر بندوں میں بادشاہ سے لے کر غلام تک ہر ایک کے بارہ میں حسن خلق کی تاکید فرمائی ہے۔ افسر۔ ماتحت۔ باپ۔ بیٹے خاوند و بیوی۔ بہن۔ بھائی۔ ہمسایہ اجنبی۔ دوست دشمن۔ انسان۔ حیوان۔ ہر ایک کے حقوق مقرر فرمائے ہیں۔ اور پھر ان حقوق کو بہترین رنگ میں ادا کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ حتیٰ کہ فرمایا۔ کہ اگر تم اپنے ملنے والوں کو مسکراتے ہوئے چہرہ سے مل کر اُن کے دل کو خوش کرو تو یہ بھی تمہارا ایک نیک خلق ہوگا۔ اور تمہیں خدا کے حضور ثواب کا مستحق بنائے گا۔ اور دوسری جگہ آپ نے فرمایا۔ کہ راستہ چلتے ہوئے اگر تمہیں کوئی کانٹے دار چیز یا پاؤں کو پھسلانے والا چھلکا یا ٹھوکر لگانے والا پتھر یا بدبو پیدا کرنے والی گندگی نظر آئے تو اُسے راستہ سے ہٹا دو۔ تاکہ تمہارا کوئی بھائی اس کی وجہ سے تکلیف نہ پائے۔ یہ بھی ایک صدقہ اور نیکی ہے۔

آنحضرت صلعم نے جو اخلاقی تعلیم دی ہے۔ وہ صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ آپ نے بے زبان جانوروں کو بھی اپنی اس شفقت میں شامل فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ اپنے صحابہ کو ہمیشہ تاکید فرماتے تھے۔

"فی کل کبد رطبۃ اجر"

کہ ہر جاندار چیز پر رحم کرنا ثواب کا موجب ہے

چنانچہ ایک موقعہ پر ایک اونٹ پر زیادہ بوجھ لادا گیا تھا۔ اور وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ آپ اُسے دیکھ کر بے قرار ہو گئے۔ اور اُس کے قریب جا کر اُس کے سر پر محبت کے ساتھ ہاتھ پھیرا اور اُس کے مالک سے کہا کہ یہ بے زبان جانور تمہارے ظلم کی شکایت کر رہا ہے ان پر رحم کرو تا تم پر بھی آسمان پر رحم کیا جائے۔

حرف آخر اس مختصر سے مضمون میں تفاصیل کی گنجائش نہیں ورنہ زندگی کے ہر شعبہ میں آنحضرت صلعم کی پاکیزہ اخلاقی تعلیم کی ایک جھلک دکھائی جاتی۔ لیکن یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اخلاق عالیہ سے خود متصف تھے۔ بلکہ ایک بے مثال اور عدیم النظیر معلم اخلاق تھے۔ مکارم اخلاق اور تکمیل بشریت کے لئے اس مبارک اور مکمل انسان میں وہ سب اوصاف حسنہ جمع کر دیئے گئے تھے۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی انجام دہی کے لئے ضروری تھے۔

پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں

حُسنِ اخلاق کی تلقین

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مومنوں میں سے کامل الایمان وہ شخص ہے جو تمام مومنوں سے بڑھ کر اچھے اخلاق والا ہے اور تم میں سے سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہیں۔ (ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے اس شخص کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر تہجد کی نماز پڑھے (ابو داؤد)

حضرت ابو موسےٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کونسا مسلمان سب سے افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں (بخاری)

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنی زبان اور شرمگاہ کی ذمہ داری دے میں اُس کے لئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں (بخاری)

حضرت سہلؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری میں رہتا ہے۔ اس کو وہی درجہ ملے گا جب کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور ساری رات تہجد پڑھنے والے اور ساری عمر روزہ رکھنے والے کو۔

جانوروں اور حیوانات کے ساتھ حسن سلوک

حضرت سہل ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے اونٹ کے پاس سے گذرے جس کی پیٹھ پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ

لوگو! ان بے زبان جانوروں کے مارنے میں اللہ تعالےٰ کا خوف کرو اگر سوار ہونا ہو تو بھی جانوروں کی حالت اچھی رکھو۔ اگر کھانے والا جانور ہو تو بھی اچھی طرح رکھو (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغیچہ میں داخل ہوئے۔ وہاں آپؐ نے ایک اونٹ دیکھا جو بلبلایا اور اس کے آنسو نکل آئے۔ آپؐ اس کے پاس گئے۔ اور اس کے کوہان اور کان کے پیچھے ہاتھ پھیرا۔ جس سے وہ خاموش ہو گیا اور ٹھہر گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ یہ کس کا اونٹ ہے۔ اس پر انصار میں سے ایک جوان نے کہا کہ حضور یہ میرا اونٹ ہے فرمایا تجھے اس جانور کے بارہ میں جسے اللہ تعالےٰ نے تیرے قبضہ میں دیا ہے خدا کا خوف نہیں آتا۔ دیکھو میرے پاس تیری شکایت کرتا ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے۔ اور تکلیف سے رکھتا ہے (ابوداؤد)

تقویٰ اور پرہیزگاری کی تلقین

حضرت ابو صفوانؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

انسان کو جب کسی نیکی کے کرنے کا موقعہ میسر آئے فوراً وہ نیکی کرے کیونکہ ممکن ہے کہ پھر یہ موقعہ نہ ملے۔ پھر ممکن ہے کہ ایسا غریب ہو کہ غربت اس کو نیکی کا موقعہ کی توفیق نہ دے یا ایسا دولتمند ہو کہ دولتمندی کے گھمنڈ میں نیکی سے محروم رہ جائے یا ایسا بیمار ہو جائے کہ نیک کام ہی سرزد نہ ہو۔ یا ایسا بوڑھا ہو جائے کہ نیک کام کرنے کے ہوش و حواس ہی مارے جائیں یا موت ہی آ جائے کہ جس سے یہ سب سلسلہ ہی ختم ہو جائے یا اور ہی کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائے مثلاً آنے والے دجال کا فتنہ ہے یا اور کوئی حادثہ واقع ہو جائے جو اس کو نیک کاموں سے روک دے اسلئے اے لوگو جب موقعہ ملے فوراً نیکی کر لو (ترمذی)

تمت علیہ صفات کل مزیۃ
ختمت بہ نعماء کل زمان

آؤ ہم بھی اس اسوہ حسنہ کی تقلید و اتباع کا پورے عہد باندھیں اور اپنے نفوس میں ایک پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں۔ اور اُن اخلاق حسنہ کو اپنائیں۔ جن کی طرف ہمیں معلّم اخلاق صلے اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی ہے کہ پاکیزہ عملی نمونہ اور اعلیٰ اخلاق و کردار ایک مقناطیسی اثر اپنے اندر رکھتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا پرتو ہم پر بھی ڈالے اور ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم اپنا طریق اور روش وہی بنا لیں جو اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا تاکہ ہم سب اُس کے روحانی وارث بنیں۔ اور اُس کے کامل و اکمل نمونے کو پیش نظر رکھ کر اسکی سچی اتباع کے نتیجہ میں ہم بھی اخلاق حسنہ سے متصف کئے جائیں۔ اللّٰھم آمین۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اتحاد بین الاقوام

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج احمدیہ دار التبلیغ کلکتہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام ابتداءً ان قبائل کے سامنے ظہور پذیر ہوا جو منتشر اور سرکش تھے جن کے دل و دماغ پر بت پرستی کے اثرات چھائے ہوئے تھے۔ خانہ جنگیوں نے ان کا شیرازہ بکھیر دیا تھا۔ اور ایک بھائی دوسرے بھائی پر ظلم روا رکھنے اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کو موت کے گھاٹ اتارنے میں نہ صرف عار محسوس نہیں کرتا تھا بلکہ اس پر فخر کرتا تھا۔ اسلام نے ان قبائل کی منتشر توانائیوں کو یکجا کیا اور مضبوط بنیادوں پر ان کی روحی۔ اجتماعی اور اخلاقی تنظیم کی۔ لیکن اس دور میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مبارک ہوا نہ صرف قبائل عرب کی یہ حالت تھی بلکہ ساری دنیا میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اور اس دور کی خصوصیات نئی دعوت کے لئے رستہ ہموار کر رہی تھیں۔ اور اس دعوت کی ترقی و نشر و اشاعت کی ممد و معاون تھیں۔ یہ وہ دور تھا جس میں تہذیب و تمدن سے آشنا دنیا میں استبداد پسند اور حاکم طبقات کے عقلی انحطاط بھی زوروں پر تھا۔ بڑی بڑی سوسائیٹیوں کا نظام درہم برہم تھا۔ جمہوریت کو لوگ خیر باد کہہ چکے تھے۔ وحدت کا تو نام و نشان مٹ چکا تھا۔ ان حالات کو دیکھ کر انسانوں کی بہت بڑی اکثریت کا میلان یہ تھا کہ ایک ترقی یافتہ مثالی۔ اجتماعی نظام قائم کیا جائے تاکہ موجودہ حالات میں ایک انقلاب بپا کیا جائے۔ لیکن یہ انقلاب کسی لادینی اور غیر روحانی نظام اور تحریک سے نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ایک روحانی اور دینی تحریک کے ذریعہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس عالمگیر دینی تحریک کی بنیاد خدائے عز و جل نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سرزمین عرب میں رکھی۔ اس وقت خود عرب ایک ایسے دین کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہے تھے جو اپنے نظام میں مضبوط اپنے اصول میں محکم اور دینی تعلیمات و نظریات میں مضطرب اور انحطاط پذیر بت پرستانہ عناصر کے شائبہ سے پاک و صاف ہو۔ ان حالات میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو الٰہی ارشادات کے ماتحت آپ نے سب سے پہلے یہ نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ "الحمد للہ رب العالمین" یعنی تمام جہان کا ایک ہی رب ہے۔ وہی سب کا سرچشمہ حیات ہے۔ ہر اسود و احمر کا وہی مربی ہے وہ کسی ایک خاص قوم کا رب نہیں۔ جیسا کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ صرف انہی کا رب ہے اور ہمارے سوائے یہود کوئی اور قوم اسے محبوب نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ وہ ہم سب کا رب ہے۔ اور الخلق عیال اللہ کے مطابق تمام بنی نوع انسان اس کا کنبہ ہیں۔ اس لئے ہم سب کو اسی ایک خدا کی عبادت کرنی چاہئے۔

جمہوریت اور وحدت کا یہ عظیم الشان سبق عرب کے مختلف اور گوناگوں قبائل کو باہم متحد کرنے میں بہت ممد ثابت ہوا۔ اور جب یہ تعلیم عرب سے نکل کر غیر ممالک میں پہنچی تو ان پر بھی اس تعلیم کا بہت بڑا اثر ہوا اور انہوں نے جمہوریت اور وحدت کے جھنڈے کے نیچے آ کر ایمان حاصل کی۔ یہ وہ زریں اصل تھا جس کی بنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگ متوجہ ہوئے۔ اور آج بھی حضور کی اس تعلیم کو نہ صرف اپنے بلکہ بیگانے سراہتے ہیں۔ چنانچہ یو۔پی کی سابق گورنر شریمتی سروجنی نائیڈو فرماتی ہیں:۔

> "اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے جمہوریت کا درس بھی دیا اور اس پر عمل بھی کیا جب مینارہ مسجد سے اذان گونجتی ہے اور پرستاران حق مسجد میں جمع ہوتے ہیں تو ان پر پانچ بار جمہوریت اسلام اپنی عملی صورت میں جلوہ آرا نظر آتی ہے شاہ اور دہقان دوش بدوش سربسجود ہوتے اور پکار پکار کر اللہ اکبر کہتے ہیں۔ میں اسلام کی اس ناقابل تقسیم وحدت و یگانگت سے بارہا متاثر ہوئی ہوں وہ وحدت جو انسانوں کو بھائی بھائی بنا دیتی ہے"
>
> (ترجمہ از رسالہ دی گریٹ موومنٹ)

دوسرا اہم نظریہ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے رکھا وہ حریت ضمیر اور مساوات کا نظریہ تھا۔ آپ نے تمام قومی و نسلی امتیازات کو مٹا کر انسانی مساوات کو قائم کرتے ہوئے فرمایا کہ سب انسان برابر ہیں۔ آپ کی آمد سے قبل ہر قوم اپنے آپ کو اعلیٰ قرار دیتی تھی۔ عرب تو تحقیر کے طور پر غیر عربوں کو عجمی کہتے تھے اور عجمی عربوں کے متعلق یہ کہتے تھے کہ عرب خونخوار اور وحشی ہیں! اس وقت وہ ممالک جو مہذب کہلاتے تھے۔ وہ بھی نسلی اور قومی امتیازات برتتے تھے۔ ایران کے بادشاہ یہود و نصاریٰ کی ایذا رسانی کے درپے رہتے تھے۔ کیونکہ نسلی اور قومی لحاظ سے وہ ان میں سے نہ تھے۔ دولت رومانیہ کے شہنشاہ آزاد منش مفکروں کو اپنے تمام علاقوں میں اس نسلی و قومی امتیاز کی بنا پر اذیت و تکلیف پہنچایا کرتے تھے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس للعربی فضل علی العجمی الا بالتقویٰ کہ اے ساکنین عرب یاد رکھو تم کو دوسروں پر کوئی فضیلت نہیں دی گئی تم بھی ایسے ہی ہو جیسے کہ دوسرے لوگ سوائے اس کے کہ تم خدا کے خوف میں دوسروں سے بڑھ جاؤ اور یہ فضیلت نسل و قوم کی وجہ سے نہیں بلکہ تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ قومی۔ نسلی اور مذہبی امتیازات کو باطل کرتے ہوئے آپ نے بارشادِ الٰہی فرمایا:۔

> "یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر۔ حجرات ع ۲"

ترجمہ۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں کنبے اور قبائل میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں سے معزز وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ جاننے والا اور خبیر ہے۔

اس قومی مساوات کے ساتھ ساتھ آپ نے تمدنی رنگ میں بھی سب کو برابر کا درجہ دیا اور فرمایا کہ سوائے ایسی قوموں کے جن کو حرام و حلال کا علم نہیں باقیوں کیساتھ مل کر تم کھا پی سکتے ہو اور اس طرح آپ نے تمام لوگوں کو مساوی قرار دے کر باہم قریب کر دیا۔

بعض لوگ اسلام کی تعلیم کا مطالعہ کئے بغیر اعتراضاً یہ کہا کرتے ہیں کہ اسلام کے پھیلنے کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین نے طاقت حاصل ہوتے ہی تلوار سے کام لیا۔ اور اس تلوار سے اپنے عہد کی بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر کر کے وہاں کے باشندوں کو بزور اسلام میں داخل کیا۔ حالانکہ اگر اس زمانے کی حکومتوں کے حالات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ مثلاً اس زمانے کی عظیم الشان حکومت رومانیہ کے استبدادی قوانین ملک کے باشندوں میں ضعف و اضمحلال اور پراگندگی پیدا کرنے کا باعث بن رہے تھے۔ کیونکہ حکومت حریت ضمیر۔ رواداری و مساوات کے قوانین کو یکسر خیر باد کہہ چکی تھی۔ خالص رومانیوں کو عہدوں۔ منصبوں اور دیگر حقوق میں بلا وجہ ترجیح دی جاتی تھی۔ ان کو سیاسی و اجتماعی حقوق و مراعات میں اوروں پر مقدم رکھا جاتا تھا۔ بلکہ غیر رومانیوں کو جو حکومت کی رعایا ہی تھے۔ ہر قسم کے حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا۔ ان حالات میں جب مسلمان آزادی ضمیر و مساوات اور رواداری کا پرمسرت پیغام لیکر پہنچے تو ان لوگوں نے جن کے حقوق عرصہ سے پامال کئے جا رہے تھے اس کی طرف خاص توجہ دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام اپنے اعلیٰ اصولوں اور بے نظیر نظریات کا حامل ہونے کی وجہ سے ان کے دلوں میں گھر کر گیا۔

چنانچہ میرے اس بیان کی تائید کرتے ہوئے ہندوستان کے عظیم الشان نیتا جناب مہاتما گاندھی جی فرماتے ہیں:۔

> "اسلام اپنے عروج کے زمانہ میں بھی تعصب اور خیر رواداری سے پاک رہا۔ دنیا اسکے احترام پر آمادہ تھی۔ جب مغرب پر تاریکی مسلط تھی تو مشرق کے افق پر ایک روشن ستارہ طلوع ہوا۔ اور اس نے مصائب و آلام سے برباد شدہ دنیا کو آرام اور روشنی سے شادکام کیا"
>
> (بحوالہ اخبار ریاست ۲۴ جون ۱۹۴۷ء)

انگلستان کے مشہور و معروف رائٹر دی رائٹ لکھتے ہیں:۔

> "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات اور قوم کیلئے ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے لئے ابر رحمت ہے۔ آپ نے مدتوں مساعدت کا سلسلہ جاری رکھا اور سر توڑ کوشش کی کہ ذات پات کا تفرقہ مٹ جائے اور یہی سبب ہے کہ آج اسلام کے اندر ذات۔ نسل اور قوم کے امتیاز کا کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔ دشمنانِ احمد باوجود تعصب میں اندھے ہونے کے اس اقرار پر بپا زنجیر ہیں کہ اس نے اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔" (بحوالہ اسلامک ریویو)

تیسرا اہم نظریہ آپ نے یہ بیان فرمایا کہ سب جہان کی روحانی ہدایت اور روحانی راہنمائی کا انتظام بھی ایک ہی ہے۔ گویا قومی اور تمدنی مساوات کیساتھ آپ نے مذہبی مساوات کو بھی قائم کرتے ہوئے اعلان فرمایا۔

> ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا (نحل ع ۵)
>
> وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر ع ۳)
>
> ولکل قوم ھاد (رعد ع ۱)

یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجا ہے۔ اور ہر امت میں ایک ڈرانے والا گذرا ہے اور ہر ایک قوم میں ایک ہادی و رہنما گذرا ہے۔

دنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً بے شمار لڑائیاں اس وجہ سے ہوتی ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کے ہادیوں۔ راہنماؤں۔ اوتاروں اور بزرگوں پر گند اچھالتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے صرف اور صرف ہماری ہی قوم میں ہوئے ہیں۔ دوسری قومیں تو اس نعمت سے عاری ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام فاسد

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

یوم التبلیغ

بتاریخ ۱۷ جنوری ۱۹۶۰ء

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ تکمیل تبلیغ کا ہے۔ اس لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے عزیزان، احباب، ہمسایوں اور ملنے والوں کو تبلیغ کرتا رہے اس انفرادی تبلیغ کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ ایک عرصہ سے "یوم تبلیغ" بھی مناتی ہے کہ جس دن جملہ افراد جماعت منظم طور پر تبلیغ کا کام اپنے باقی کاموں کو چھوڑ کر کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ۱۷ جنوری ۱۹۶۰ء بروز اتوار یوم تبلیغ منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس لئے جملہ عہدے داران تبلیغ سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین کے مشورہ سے سیکرٹریان تبلیغ مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھ کر یوم تبلیغ منانے کی کارروائی کی تکمیل فرمادیں

۱۔ افراد جماعت کے مختلف گروپ بنا لئے جائیں۔ ایک گروپ چار یا پانچ افراد تک کا ہو اس سے کم کا گروپ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ ہر گروپ کا ایک انچارج مقرر کر دیا جائے۔

۲۔ تبلیغ کے لئے شہر کے مختلف حصوں کا تعین کر کے ایک ایک حصہ میں ایک ایک گروپ بھیج دیا جائے۔

۳۔ گروپ کا انچارج اپنے حصہ میں حسب حالات اکٹھے یا علیحدہ علیحدہ تبلیغ کا کام کرائے۔

۴۔ ہر گروپ کے پاس مناسب لٹریچر ہونا چاہیئے جو زبانی بات چیت کے بعد ایسے افراد کو دیا جائے کہ جو متاثر ہوں یا دلچسپی کا اظہار کریں۔

۵۔ تبلیغ کا کام کر کے ہر گروپ کا انچارج اپنی تبلیغی رپورٹ سیکرٹری صاحب تبلیغ کو دے جو جملہ رپورٹوں کو یکجا کر کے ایک نقل نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوا دیں۔

۶۔ جن جماعتوں کے پاس لٹریچر نہ ہو وہ ضروری لٹریچر نظارت ہذا سے منگوائیں۔ اور لٹریچر کے مطالبہ کے ساتھ ڈاک خرچ اور مناسب قیمت لٹریچر بھی بھجوا دیں۔ کیونکہ اس وقت بہت سا لٹریچر قابل اشاعت باقی ہے اور نشر و اشاعت کو صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مشروط بہ آمد قرار دیا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا بہترین ذریعہ دعا ہے۔ پس مذکورۃ الصدر طریق پر تبلیغی پروگرام کے ساتھ احباب جماعت دعاؤں کا التزام بھی رکھیں کہ اسے مقلب القلوب خدا اپنے بندوں کے دلوں کو اپنی رضا کی راہ کی طرف پھیر دے تا کہ یہ نیک عمل کر کے تیرے فضلوں کے وارث ہوں۔ آمین۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

سیرت نبوی پر انگیزی زبان میں ایک عمدہ کتاب

"دی لائف آف محمد"

ہمارے ملک میں ہزاروں نفوس ایسے ہیں جو ہادی کامل نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی مقام سے قطعی ناواقف پڑے ہیں۔ اور شاید اسی وجہ سے بعض اوقات اُن کی زبان یا قلم سے حضور کی شان مقدس کے خلاف ناپسندیدہ کلمات سننے جاتے ہیں۔

اب ہم سچے اُمتیوں کا یہ کام ہے کہ اپنے لوگوں کو سیرت مقدسہ، آپ کی عظیم الشان منصب اور کامیاب زندگی کے حالات سے واقف و آگاہ کریں۔ اسی غرض سے احمدیہ جماعت کے امام ہمام نے سیرت مقدسہ پر مشتمل یہ ایک جامع کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ یہ کتاب بیرونی ممالک میں سینکڑوں افراد کے ہاں آنحضور کی ذات عالی مقام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچا چکی ہے۔ اور اُن کی بیشتر غلط فہمیوں کو دور کرنے کا موجب ہوئی ہے۔

آپ بھی اپنے حلقہ تعارف کے انگریزی داں طبقہ کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اور حضرت کی شان جلیلہ سے متعارف کرنے کے لئے یہ مفید اور جامع کتاب مطالعہ کے لئے پیش کر سکتے ہیں۔

یہ کتاب تبلیغِ اسلام کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کتاب کی قدر و قیمت کا کسی قدر اندازہ اُن تبصرہ جات سے لگایا جا سکتا ہے جو کہ اندرون ملک اور بیرونجات کے بیسیوں بلند پایہ مصنفین اور کثیر الاشاعت اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں دو ہندوستانی اخبارات کے تازہ تبصرے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

اخبار صدق جدید لکھنؤ کا تبصرہ

لائف آف محمد (انگریزی) از مرزا بشیر الدین محمود صاحب ۲۲۲ صفحہ جلد مع گرد پوش قیمت ۳ روپے۔ ناشر مرزا وسیم احمد۔ قادیان (پنجاب ہند)

سیرۃ نبوی پر کتابیں اسلامی نقطہ نظر سے لکھی ہوئی انگریزی میں بس گنی چنی ہوئی ہیں۔ ان محدودے چند میں سے ایک یہ بھی ہے۔ یہ اس کا پانچواں ایڈیشن ہے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ اس سے شائع ہوئے عرصہ ہو چکا۔ اور یہ مقبول بھی اس درمیان خاصی ہو چکی۔ تبصرہ کے لئے چند مہینے ہوئے موصول ہوئی۔

سادہ واقعات حیات کے ساتھ۔ اصل زور اخلاقی۔ تربیتی اور تبلیغی پہلوؤں پر ہے۔ اور ان میں سے ایک ایک عنوان کو لے کر خاصی تفصیل سے پُر کر دیا گیا ہے "ختم نبوت" کی بحث کو چھیڑے بغیر۔ حضور کے تبلیغی نامے جو معاصر فرمانرواؤں کے نام تھے۔ وہ بھی دیے گئے ہیں۔ غرض کوشش کر کے کتاب ایسی تیار کی گئی ہے جو انگریزی داں غیر مسلموں کے ہاتھ میں بے تکلف دی جا سکے۔

حوالے بیشتر، حدیث نبوی کی معتبر کتابوں کے ہیں۔ اور اس کے بعد پھر سیرت و تاریخ کی مشہور و مستند کتابوں۔ ابن ہشام۔ طبری۔ سیرت حلبیہ۔ زاد المعاد۔ زرقانی وغیرہ کے۔ البتہ حوالوں کے باب میں ہم آہنگی پوری طرح موجود نہیں۔ مثلاً صحیح مسلم کے حوالے کہیں تو "کتاب" اور "باب" کے ہیں اور ایک آدھ جگہ اس کے برعکس جلد فلاں حصہ فلاں آ گیا ہے۔ یہ ایک تصنیفی فروگذاشت ہے۔

مصنف جمہور امت سے کٹ کر الگ رہنے والی ایک مخصوص و معروف جماعت کے امام ہیں۔ جن کے قلم سے قدرۃً توقع اسی جماعت کی ترجمانی کی ہوتی ہے لیکن ان کی اس تصنیف نے ظاہر کر دیا کہ وہ اگر چاہیں تو نزاعی امور سے الگ رہ کر جمہور امت کی ترجمانی پر بھی قادر ہیں۔

(صدق جدید لکھنؤ ۳۱ جولائی ۱۹۵۹ء)

اخبار ہماری زبان علیگڑھ کا تبصرہ

"دی لائف آف محمد" (انگریزی)

مؤلفہ مرزا البشیر الدین محمود احمد پیشوائے فرقہ احمدیہ

پبلشر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ قیمت تین روپئے

سیرۃ نبوی پر دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھا گیا ہے۔ اور چند متعصب افراد چھوڑ کر ہر قوم اور ہر ملک نے اپنے طور پر رسول اسلام علیہ السلام کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کیا ہے جس سے ورفعنالک ذکرک کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ ۲۲۲ صفحات کی مختصر کتاب جو مرزا بشیر الدین کی ہے۔ تالیف ہے سیرت ہی کے موضوع پر ہے جس میں ولادت نبوی سے لیکر وفات تک کے تمام واقعات عموماً مستند ماخذوں سے لیکر درج کر دیئے ہیں۔ آخر میں فرداً فرداً مختلف اخلاقی عنوانات مثلاً طہارت۔ سادگی۔ تعلق مع اللہ۔ تحمل۔ انصاف۔ غربا نوازی وغیرہ کے تحت حضورؐ کے اوصاف حمیدہ کا بیان ہے جو ہر ملت و مذہب والوں کے لئے سبق آموز ہو سکتا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ آنحضرتؐ کی سیرت ایک کھلی ہوئی کتاب ہے۔ جس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے اور جس کو ہر شخص بے خوف و خطر دستور العمل بنا سکتا ہے

صفحہ ۸ پر آغاز وحی کو مؤلف نے Vision قرار دیا ہے۔ یہ لفظ بجائے خود مشتبہ ہے۔ صفحہ ۱۰ پر انہوں نے اسلام میں حضرت علی کی سبقت حضرت ابوبکر پر دکھائی ہے۔ حالانکہ کتب سیر میں اس مسئلے پر کافی بحث ہے۔ کتاب میں موقع موقع سے کتب صحاح و تواریخ کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ کہیں توریت و انجیل کے حوالے بھی ملتے ہیں یہ زبان صاف اور سلیس ہے۔ جہاں تک پڑھا کتاب میں کوئی خاص اختلافی مسئلہ نظر نہیں پڑا۔ البتہ سرنامہ پر حمد و صلوٰۃ کے بعد علی عبدہ المسیح الموعود ضرور کھٹکا۔ شروع میں مؤلف کی تصویر شامل ہے۔"

(ہماری زبان ۸ اگست ۱۹۵۹ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ گم شدہ صداقتوں کا قیام

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

آپؐ کی زندگی کی چالیسویں بہار تھی انسان مدارج ارتقاء طے کرتے کرتے رک گیا تھا۔ چپ و راست تاریکی چھائی تھی۔ حق و باطل کا امتیاز اُٹھ گیا تھا۔ قدرت انسان کو آوازے دے رہی تھی۔ فطرت انسان کے ضمیر سے سرگوشیاں کر رہی تھی۔ اور روح القدس "مقام بشریت" سمجھانے کے لئے بے تاب تھا۔

ایک انسان قدرت کی آواز سُننے۔ فطرت کی سرگوشیوں کا جواب دینے اور فرشتہ سے ہم راز و ہم کلام ہونے وادیٔ مکہ سے "غار حرا" کی طرف گیا۔ اسی مقدس انسان کا نام محمدؐ ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) غار حرا میں خدا کے فرشتے اور فطرت کی تمام طاقتوں نے آپؐ کے سر پر تاج نبوت رکھا۔ اور اقلیم انسانیت میں آپؐ کی فرمان روائی کا اعلان کیا۔ کتاب قدرت۔ صحیفۂ فطرت اور مجموعہ بشریت سب آپؐ کو پڑھائے گئے۔ انسان نے پھر زندگی کا سفر شروع کیا۔ اور الوہیت و بشریت کے سارے مسائل حل ہو گئے۔

تبلیغ حق آپؐ جب ان نورانی جلووں کے جلو میں غار حرا سے اپنی رفیقۂ حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ اور انہیں زندگی کی اس نئی تجلی کی خبر دی تو انہوں نے بے ساختہ فرمایا۔

كلا والله ما يخزيك الله
ابدا انك لتصل الرحم
وتحمل الكل وتكسب
المعدوم وتقرى الضيف
وتعين على نوائب الحق
(بخاری شریف باب کیف کان
بدء الوحی)

(ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم وہ کبھی آپ کو بے مددگار نہیں چھوڑے گا۔ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں۔ دوسروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ گم گشتہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق و راستی کے معاملہ پہ مدد کرتے ہیں۔

یہ آپ کی سیرت طیبہ کے درخشندہ پہلو ہیں۔ وہ نیکیاں جو نا پید ہو گئی تھیں۔ آپ انہیں حاصل کرنے کی فکر میں لگے رہتے اور حق و راستی کے معاملہ پہ مدد کرنے کیلئے ہمیشہ کمربستہ رہتے تھے۔ وہ گم شدہ نیکیاں جنہیں آپ نے اپنی حق پرستی کے زور سے دوبارہ حاصل کیا۔ اور وہ صداقت و راستی جس کی تبلیغ و اشاعت کے لئے آپ نے بے مثال عزم و ثبات کا اظہار فرمایا۔ انہیں میں ایک توحید بھی ہے۔

توحید خالص کی تعلیم

توحید مذاہب عالم کا سب سے قیمتی سرمایہ اور خدا شناسی کا پہلا اور آخری وسیلہ ہے۔ یہی مخزن یائے انسانیت کا دُرِ یتیم ہے۔ اسی سے لوگ خدا کو پاتے اور خدا کو سمجھتے ہیں۔ ہر مذہب کی بنیاد اسی عقیدہ پر استوار کی گئی ہے۔ مگر بعثت محمدیؐ کے وقت کیا عرب اور کیا عجم ہر جگہ سے یہ جوہر صافی گم ہو گیا تھا۔ کعبہ جس کی بناء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ڈالی تھی۔ اور جو خدا کی طرف سے دنیا میں توحید کا پہلا مرکز بنایا گیا تھا۔ اس کی یہ حیثیت بھی ختم ہو گئی تھی۔

چین و ہند وغیرہ چین۔ مصر۔ یونان اور ہندوستان جو قدیم تہذیب کے علمبردار ہیں۔ ان کی تاریخوں کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان تہذیبوں کی بنیاد بھی پہلے توحید خالص پر رکھی گئی تھی۔ اور اسی عظیم حقیقت کے ہزاروں داعی ان سرزمینوں پر گذر چکے ہیں یہ عظیم حقیقت جس طرح ہند و یونان وغیرہ سے گم ہو گئی تھی۔ اسی طرح سرزمین عرب سے بھی نا پید ہو چکی تھی۔ اور آپ دنیا میں پھر سے اس گم شدہ حقیقت کو دریافت کرنے مبعوث ہوئے تھے۔ وہ خدا جس کا پاکیزہ چہرہ انسانوں اور کہانیوں کے انبار میں ڈھک گیا تھا۔ آپ نے پھر دنیا کے سامنے اس کی نقاب کشائی کی۔ اور فرمایا۔

قل هو الله احد۔ الله
الصمد۔ لم يلد ولم
يولد ولم يكن له كفوا
احد۔

تم کہو کہ اللہ ایک ہے۔ وہ بے نیاز ہے نہ اُس نے کسی کو جنا ہے۔ نہ اسی کو کسی نے جنا ہے۔ اور اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدیں کہاں تک کامیاب ہوئیں۔ یہ جاننے کے لئے آپ کی سیرت کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیئے۔ آپ کی کامیابی کی عظمت کا اس سے احساس ہو سکتا ہے کہ تیرہ سو سال گذرنے کے بعد بھی اگر آج روئے زمین پہ کوئی قوم عقیدۂ توحید کی علمبردار ہے تو وہ صرف مسلمان ہے۔ ڈاکٹر گستاؤلی بان نے "تمدن عرب" میں لکھا ہے کہ اسلام نے خدا کو نہایت ہی سادہ صورت میں پیش کیا۔ اور اسی عقیدے نے مسلمان کی معاشرت و تہذیب میں نظریہ مساوات کی بنیاد ڈالی ہے۔

وہ مختصر کلمہ جو سر دفتر اسلام اور مسلمانوں کے عقائد کی ترجمانی کرتا ہے یعنی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
اللہ

قابل پرستش خدا کے سوا کوئی نہیں۔ محمد اللہ کے ایلچی ہیں

اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اسلام کی بنیاد وحدانیت مطلقہ پہ ہے۔

ڈاکٹر گستاؤلی بان اس کلمہ کی جامعیت پر اظہار حیرت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

روئے زمین کے تمام مسلمان
اپنے مذہب کو ان دو چھوٹے
جملوں میں بیان کرتے ہیں جن
کا اختصار اور جنکی جامعیت
حیرت انگیز ہے
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
اللہ۔ (تمدن عرب صفحہ ۱۱۱)

اس کلمۂ طیبہ کے متعلق مہاتما گاندھی جی فرماتے ہیں کہ

خدا کا کوئی شریک نہیں اور اس
کے سوا کچھ موجود نہیں۔ اور یہی
حقیقت تم اسلام کے کلمہ میں
دیکھتے ہو جس پر زور دیا گیا ہے
(مذہب و دھرم صفحہ ۱۱)

غرض محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مسلمانوں نے جس چیز کو اپنے مذہب کا سب سے قیمتی سرمایہ قرار دیا۔ وہ یہی عقیدۂ توحید ہے مسلمانوں نے اسی کو اپنا شعار بنایا۔ اور اس پر ایسے جوش۔ حکمت اور اخلاص سے عمل کیا کہ دن بدن اس عقیدے کی قدر و قیمت زیادہ ہوتی گئی مہاتما گاندھی جی فرماتے ہیں

یہی خدا کی وحدانیت اور اس
کی سب کو پناہ دینے والی قوت
کے متعلق مسلمانوں کی شاندار
دعا کو دن اور رات پڑھتا ہوں
(مذہب و دھرم صفحہ ۹۳)

مساوات کی تعلیم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری اہم تعلیم جس نے انسانی معاشرت و تہذیب میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ آپ کی تعلیم مساوات ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ سے پہلے ہزاروں مفکر اس مسئلہ پر غور و فکر کر چکے تھے۔ یونان کے ان حکماء سے لے کر جنہوں نے ملوکیت و جمہوریت کے متعلق ہم کو اپنے نتائج فکر سے آگاہ کیا ہے۔ کارل مارکس اور اینگلز تک جنہوں نے دنیا سے طبقاتی امتیاز مٹا کر ایک Classless سوسائیٹی قائم کرنی چاہی سبھی اس مسئلہ پر داد تحقیق دے چکے ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ان مدبروں نے جس طرح اس مسئلہ پر غور کیا۔ اور اس معاشرتی و عملی مسئلہ کو پیش کرتے وقت وہ جس طرح علمی موشگافیوں میں اُلجھے اس نے عملی مسئلہ کو ایک اُلجھا ہوا نکتہ بنا دیا ہے مگر قربان جایئے اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے علم و فضل اور سرمایہ۔ محنت اور معاوضہ کا مسئلہ چھیڑے بغیر اس مسئلہ کو اس طرح حل کر دیا۔ آپ حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک جگہ خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ايها الناس الا ان ربكم
واحد وان اباكم واحد
الا لا فضل لعربى على عجمى
ولا لعجمى على عربى ولا لاحمر
على اسود ولا لاسود على
احمر الا بالتقوى (مسند احمد)

اے لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ تم سبھوں کا پروردگار ایک ہے۔ اور تم سبھوں کے باپ بھی ایک ہیں۔ خبردار! عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اور نہ کوئی فضیلت ہے گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر۔ مگر پرہیزگاری سے۔
(مسند احمد)

ذات پات اس تعلیم مساوات نے مسلمانوں میں ایک حیرت انگیز قوت عمل پیدا کر دی۔ تبلیغ اسلام کی کامیابی کا انحصار توحید کے بعد اسی نظریۂ مساوات پہ ہے۔ یہ مساوات بھی وہی گم گشتہ دولت ہے جس کی سرمایہ داری نے اپنی قوم کو دعوت دی تھی۔ مگر ظہور اسلام کے وقت دنیا اس سبق کو فراموش کر چکی تھی۔ اور انسان کبھی اپنے پیشہ اور کبھی اپنی نسل کی جہت سے مختلف ٹولیوں میں بٹ گیا تھا۔ انسان کب اور کیوں ان ٹولیوں میں بٹا۔ اور پھر ان ذاتوں کی ترتیب میں آج تک کتنی بار تبدیلی ہو چکی ہے۔ یہ تاریخ بہت دلچسپ ہے۔ مگر

یہاں بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے حوالے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جو مساوات کی تعلیم دی۔ اور اس کے جو اہم نتائج برآمد ہوئے اس کا اندازہ ذیل کے اقوال سے لگائیے۔ پنڈت جواہر لال نہرو اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "تلاش ہند" میں لکھتے ہیں :-

اسلام میں رواداری تمام تھی اور اس کا یہ پیام تھا کہ سب انسان بھائی بھائی ہیں۔ اصل میں یہی چیز تھی جس کی وجہ سے تمام وہ قومیں جو عیسائیت کے آپس کے جھگڑوں سے تنگ ہو چکی تھیں ٹوٹ کر مسلمان ہو گئیں۔
(تلاش ہند صفحہ ۲۴۶)

وہ عرب مسلمانوں کی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

ان فتوحات کی اہمیت اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ یہ اس قوم کے کارنامے ہیں۔ جو عرب کے ریگستانوں سے نکلی تھی اور جس نے تاریخ میں اب تک کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا تھا۔ اس طرح غیر معمولی طور پر ان کی قوتوں کے ابھرنے کا سبب انکے پیغمبر کی وہ شخصیت تھی جس میں عمل اور انقلاب کی قوتیں بھری تھیں اور ان کی یہ تعلیم کہ دنیا کے سب انسان بھائی بھائی ہیں۔
(تلاش ہند صفحہ ۲۴۴)

پھر مسلمانوں کی عملی مساوات نے ہندو سماج پر کیا اثر ڈالا۔ اس کا پنڈت جواہر لال نہرو اس طرح ذکر کرتے ہیں :-

شمال مغرب سے آنیوالے حملہ آوروں اور اسلام کی آمد ہندوستان کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اس نے ان خرابیوں کو جو ہندو سماج میں پیدا ہو گئی تھیں یعنی ذاتوں کی تفریق چھوت چھات اور انتہا درجہ کی خلوت پسندی کو بالکل آشکارا کر دیا۔ اسلام کے اخوت کے نظریے اور مسلمانوں کے عملی مساوات نے ہندوؤں کے ذہن پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ (تلاش ہند صفحہ ۵۲۵)

دستور ہند

آزاد بھارت اسلام کے اس پیغام اخوت و مساوات پر عمل کرنے کا کتنا خواہشمند ہے۔ اس کا اندازہ دستور ہند کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کی مجلس دستور ساز نے ... آئین مرتب کرتے وقت جن باتوں کا عہد کیا وہ یہ ہیں۔

ہم باشندگان ہند پورے خلوص کے ساتھ ہندوستان کے لئے ایک ایسا دستور بنانے کا عہد کرتے ہیں جو ملک کو ایک آزاد عوامی جمہوریت میں تبدیل کر دے۔ اور جو تمام شہریوں کی حفاظت کا ذمہ دار ہو۔

۱- جس کی بنیاد سماجی۔ معاشی اور سیاسی انصاف پر ہو۔

۲- جس میں آزادی فکر۔ آزادی تقریر۔ آزادی عقائد اور آزادی مذہب و عبادت دی گئی ہو۔

۳- جس کی بنیاد مساوات پر ہو۔ یعنی تمام شہریوں کو مساوی حیثیت اور ترقی کرنے کے مساوی مواقع حاصل ہوں۔

۴- جس میں اخوت۔ فرد کی عزت اور قوم کے اتحاد کی ضمانت دیگئی ہو (دستور ہند)

اس حقیقت کا اترپردیش کے ایم منشی سابق گورنر اترپردیش نے برملا اعتراف کیا ہے ۱۹۵۲ء میں انجمن فردوس ادب لکھنؤ کے زیر اہتمام ایک جشن عید میلاد النبی منایا گیا۔ اس تقریب کے لئے انہوں نے مندرجہ ذیل پیغام بھیجا

نسل رنگ قومیت اور مذہب کے ہاتھوں مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی دنیا کو آج بھی رسول کریم کی اس تعلیم کی ضرورت ہے کہ تمام انسانوں کو برابری کے حقوق اور مواقع حاصل ہونے چاہئیں۔ رسول کریم کے اس پیغام کو ہمارے ملک کے دستور اساسی میں بھی جگہ دی گئی ہے ہم ہندوستان کے باشندے یہ تہیہ کرتے ہیں کہ ہر فرد کو ترقی کے مواقع مساوی حیثیت سے حاصل ہوں تاکہ قومی اتحاد اور فرد کی خصوصی حیثیت قائم رہ سکے۔ ہم سب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ رسول کریم کی تعلیم پر عمل کر سکیں جس کو ہندوستان کے دستور اساسی میں جگہ دی گئی ہے۔

(پیغمبر اسلام از فضل عباسی)

سیر و سیاحت کی تعلیم

عقیدۂ توحید اور نظریہ مساوات کے علاوہ اور بھی بہت سے حقائق ہیں۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیں اور پھر اس بلیغ انداز میں ان کی اشاعت کی کہ وہ صفحۂ روزگار پر ناقابل محو صداقت بنکر نمودار ہو گئیں انہیں میں ایک تعلیم سیر و سیاحت بھی ہے۔ بادی النظر میں یہ تعلیم عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اس تعلیم کی برکات بے شمار ہیں۔ بعض لوگوں میں ایک قومی عارضہ ہوتا ہے۔ جس کو گھر میں رہنے کی بیماری یا HOME SICK بولتے ہیں۔ جو قوم اس مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے اس کا ستارۂ اقبال غروب ہو جاتا ہے۔

آپ نے قومی ترقی کا یہ راز معلوم کیا اور اپنے ماننے والوں کو دنیا کی سیر و سیاحت کا حکم دیا۔ قرآن پاک فرماتا ہے:

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ

زمین کی سیر و سیاحت کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

اس تعلیم کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ عرب کے صحرا نشین دنیا کے بہترین سیاح بن گئے۔ پنڈت جواہر لال نہرو تلاش ہند میں لکھتے ہیں کہ :-

عرب سیاح جو اپنے زمانہ کے بہترین سیاح تھے۔ دور دراز ملکوں میں یہ دیکھنے کے لئے جاتے ہیں کہ وہاں کے لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اور کیا سوچ رہے ہیں۔ ان کے فلسفہ اور معاشرت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔
(تلاش ہند صفحہ ۲۵۴)

الغرض حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منجملہ اور حقائق کے یہ حقیقت بھی کھول دی کہ سیر و سیاحت قومی ترقی کی کلید۔ اولوالعزمی کا ثبوت۔ بیدار مغزی کا ذریعہ اور خود اعتمادی کا وسیلہ ہے۔ آپ نے دنیا کو اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی سیرت طیبہ بیان کرتے ہوئے جو فرمایا تھا کہ

تکسب المعدوم و تعین علی نوائب الحق۔

آپ گمشدہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں ص م قوم اور معاملات حق کی مدد کرتے ہیں۔ ـــ مستقبل نے آپ کے اس قول کی ہر طرح تصدیق کر دی ۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اتحاد بین الاقوام

(بقیہ صفحہ ۹)

خیالات کی بیخ کنی کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ "خدا تعالےٰ کے پیارے ہر قوم میں گذرے ہیں۔" حضور کے اس اصل کے پیش نظر آج اگر کوئی ہندو ہم سے سوال کرے کہ تم رامچندر جی مہاراج یا سری کرشن جی مہاراج کو کیا سمجھتے ہو تو ہم اسے یہی جواب دینگے کہ ہم انہیں خدا کا بزرگ اور اس کا پیارا سمجھتے ہیں۔ یہ بات سنکر ایک ہندو کس طرح ہم سے ناراض ہو سکتا ہے اور کیونکر دنیا پر بدامنی کا دور دورہ ہو سکتا ہے۔

پس ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نظریہ کو قائم فرما کر قیام امن کا دروازہ کھولا اور یہی وجہ تھی کہ جب حضور کا یہ پُر امن پیغام غیروں تک پہنچا تو انہوں نے اسکو قبول کیا۔ اور اسکی قبولیت تلوار کی نوک پر نہ تھی بلکہ اس اصل کی سچائی اور برتری کیوجہ سے تھی۔ چنانچہ بھگت رام داس ایڈووکیٹ فرماتے ہیں۔

"حضرت محمد صاحب نے ایک بہت بڑا احسان جو تمام مذاہب کے پیرووں پر کیا وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے سے پہلے آنیوالے تمام مہاپرشوں کی تصدیق کر کے امن کا دروازہ کھولدیا۔ آپ نے کروڑہا مسلمانوں کو یہ سکھا دیا کہ ہر ملک اور قوم میں پیغامبر ہوتے آئے ہیں اگر یہی طریق سب لوگ اختیار کریں تو آج دنیا کے جھگڑے اور فسادات مٹ سکتے ہیں۔"

(بحوالہ الفضل مئی ۲۹ء)

قارئین کرام میں ابتداء میں ذکر کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا کام عربوں ایسی وحشی قوم سے شروع کیا۔ جو اس زمانہ میں سب سے گئی گذری اور انتہائی مفسد قوم تھی۔ لڑائی جھگڑا۔ فتنہ و فساد اسکی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھے۔ ان دلوں میں محبت و مودت کے پیدا ہونے کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے۔ مگر آپکی قوت قدسیہ اور اس بے نظیر تعلیم نے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی اس صدیوں کی بگڑی ہوئی قوم میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ جو خون کے پیاسے تھے بھائی بھائی بن گئے اور وہ جن کی عداوتیں مشہور عالم تھیں اسقدر متحد ہو گئے کہ انکا اتحاد ضرب المثل بن گیا۔ اور دنیا پر ثابت ہو گیا کہ اسلام کا پیغام اخوت و محبت کا پیغام ہے اور اسی کے ذریعہ دنیا میں صلح و امن قائم ہو سکتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پُر امن پیغام جہاں جہاں پہنچا فتنہ و فساد کا قلع قمع کر کے اتحاد بین الاقوام کی بنیادیں استوار کرتا چلا گیا۔

آج دنیا پھر بدامنی کے دور سے گذر رہی ہے اور دنیا کی مختلف قوموں میں خطرناک قومی رقابتیں پائی جاتی ہیں۔ بدامنی کو دور کریگا وہ نسخہ جو رسول عربی نے پیش فرمایا وہ ایک آزمودہ نسخہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ آج بھی اس آزمودہ نسخہ پر عمل کرنے سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے اور اتحاد بین الاقوام پھر سے قائم ہو سکتا ہے۔ کاش کہ دنیا کے مدبرین جو بظاہر امن و امان کی رٹ لگا رہے ہیں پیغمبر امن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا بغور مطالعہ کریں اور حضور کے بیان فرمودہ اصولوں پر عمل کر کے دنیا میں حقیقی امن اور آشتی قائم کریں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کا عظیم الشان مظاہرہ

فتح مکہ کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عفو عام

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ابتدائے آفرینش سے دنیا میں جنگیں ہوتی چلی آئی ہیں۔ قومیں قوموں پر ملک ملکوں پر، اور بادشاہ بادشاہوں پر چڑھائیاں کرتے چلے آئے ہیں۔ کوئی اپنے ستارہ کی بلندی کے طفیل فاتح کہلایا اور کوئی اپنے مقدر کی خرابی کے باعث مفتوح کہلایا۔ جنگوں کا یہ سلسلہ اور فتح و شکست کے یہ قصے آدم کے وقت سے شروع ہو گئے۔ اور قیامت تک وقوع پذیر ہوتے رہیں گے۔ طاقتور زیر دستوں پر چڑھائیاں کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اور کمزور شکست و تاراج کی تلخ کامیوں سے دوچار ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

یہ سب کچھ انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق بروئے عمل آتا رہا ہے۔ اور آتا رہے گا۔ اس وقت تک کہ دنیا آخری قیامت کبریٰ کے دھچکوں سے زیر و زبر ہو جائے۔ اور انسان کے وجود کو عدم کا عفریت نگل جائے!

آج تک دنیا میں جتنی لڑائیاں لڑی گئیں ان میں جنگوں کے اسباب مختلف ہو سکتے ہیں۔ معاشی بھی۔ سماجی بھی اور ملکی بھی۔ لیکن ان سب میں ایک قدر مشترک ہے۔ اور وہ یہ کہ جب فاتح قومیں اپنے مفتوح علاقوں پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھتی ہیں۔ تو وہ ان مفتوحہ علاقوں کو تاخت و تاراج کر دیتی ہیں اور ان علاقوں کے باشندوں کو نیست و نابود کر دیتی ہیں اور کچل کر رکھ دیتی ہیں۔ کچھ تو اس لئے کہ جذبۂ انتقام کی تشنگی کو دور کرنے کے لئے مفتوح دشمن کا خون ہی سب سے اچھا مشروب سمجھا جاتا ہے۔ اور کچھ اس لئے کہ مبادا مفتو حین پھر کسی وقت طاقت پکڑ کر آمادۂ پیکار ہو جائیں!

آپ دنیا کی معلومہ اور شائع تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھ لیں۔ یہ قدر مشترک آپ کو ہر جگہ نظر آئے گی۔ وہ چنگیزی فوجیں تھیں یا تاتاری وہ رومی لشکر تھے یا شامی۔ وہ روسی عساکر تھے یا امریکن۔ اور وہ چینی تھے یا جاپانی۔ وہ فتح کے شادیانے بجاتے جہاں کہیں پہنچے انہوں نے قتل عام کے ذریعہ خون کی ندیاں بہا دیں۔ انہوں نے بیگناہ عورتوں کی عصمتیں لوٹ لیں۔ انہوں نے معصوم بچوں کو بے دریغ قتل کیا۔ مفتوحہ علاقے مقتل اور بوچڑ خانے بن گئے

اور انسانی خون کی اتنی ارزانی ہوئی کہ دریاؤں کو بھی تنگ دامانی کی شکایت پیدا ہو گئی۔

تاتاریوں کا بغداد پر حملہ تاریخ عالم کا ایک افسوسناک اور خونیں باب ہے۔ اور جب انسان یہ پڑھتا ہے کہ حملہ آوروں نے صرف ایک ہی دن میں سترہ لاکھ آدمیوں کو لقمۂ شمشیر بنا دیا تھا تو اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسانیت لرزہ بر اندام ہو جاتی ہے۔ اور دل سے آواز اٹھتی ہے کہ شاید یہ ایک تاریخی مبالغہ ہو۔ شاید یہ ایک روایتی غلو ہو!

لیکن ایک حقیقت مثبتہ جو وقوع پذیر ہو چکی ہو اس سے انکار کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ ہم اپنی فطرت کی نرمی اور رحم کے جذبات کو ملحوظ رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ ایسا تو نہیں ہوا ہوگا۔ مگر پھر جب سوچتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں جبکہ انسان ابھی ترقی یافتہ اور مہذب نہیں تھا۔ اصول تمدن اور تقاضائے انسانیت سے زیادہ واقف نہ تھا ممکن ہے وہ ایسا کر گذرا ہو۔

ہمیں یہ شک ہی رہتا ہے کہ شاید ایسا نہ ہوا ہو۔ اگر آج کے متمدن اور مہذب انسان نے اپنی دل ہلا دینے والی بہیمیت سے اس کی تصدیق نہ کر دی ہوتی۔ ابھی کل کی بات ہے۔ عالمی جنگ ثانی میں کیا کچھ نہیں ہوا۔ جنگ زدہ علاقوں میں کونسی عصمت تھی جسے نہ لوٹا گیا۔ کونسی معصومیت تھی جس کے پیٹ میں نیزے کی انی نہ چبھو دی گئی۔ اور کونسا معزز تھا جس کی عزت کو برقرار رہنے دیا گیا!

مشرق بعید کی جنگ میں ہم نے اپنی آنکھوں سے وہ ہیبتناک مناظر دیکھے جن سے انسانیت مارے شرم کے پانی پانی ہوتی تھی۔ ایسے ایسے لرزہ خیز نظارے دیکھے کہ خوف کھا کر طائر روح پر تولنے لگتا تھا۔ دیو ہلاکت نے تو صرف میدان کارزار میں جلوہ گری کی تھی۔ مگر دیو بہیمیت گلیوں۔ کوچوں اور گھروں میں گھس گھس کر اپنے شکاروں کی تلاش کرتا تھا۔ ہم نے سر بازار سہاگنوں کے سہاگ لٹتے دیکھے۔ ہم نے دودھ پیتے بچوں کی سربریدہ نعشیں ٹینکوں سے پامال

ہوتے دیکھیں۔ ہم نے بیگناہ شہریوں کے قلم کئے ہوئے سر بجلی کے کھمبوں سے لٹکتے دیکھے جن سے خون ٹپکتا تھا۔ یہ چینی (Chinese) اور ملائی (Malayans) شہریوں کے سر تھے جو اپنی قوموں کے معززین میں سے تھے۔ اور یہ جاپانی فاتحین کا کارنامہ تھا۔ جو ملایا اور سنگاپور کے علاقوں میں انہوں نے انجام دیا:

اور وہ صلیبیں تو شاید ابھی تک وہاں سے اکھاڑی بھی نہ گئی ہوں جن پر مہذب ترین قوموں کے ہاتھوں نازی لیڈروں کو پھانسیاں دی گئی تھیں۔ حالانکہ وہ مفتوح تھے اور انہیں غیر مسلح کر کے بھی اور مہذب طریق سے بھی انتقام لیا جا سکتا تھا۔ یا سزائیں دی جا سکتی تھیں۔! لیکن انتقام کا بھوت ان نرمیوں کا قائل ہی نہیں ہو سکتا۔

یہ سب تاریخی کارنامے ہیں جو ہزاروں سال پہلے کی غیر مہذب اور آج کے زمانہ کی مہذب قوموں کے ہاتھوں انجام پاتے رہے اور ہم علے رؤس الاشہاد اور علی وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ ان سب میں جذبۂ انتقام قدر مشترک ہے اور جب تک اس جذبہ کی تسکین نہ ہو فاتحین کے دلوں کو آسودگی نہیں ہوتی۔ یہ تاریخی المیہ تختۂ زمین پر لڑی جانے والی ہر جنگ کے بعد انسانیت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگاتا رہا۔ اور لگاتا رہے گا۔

لیکن دنیا کی تاریخ اس دائمی حقیقت میں ایک استثناء بھی تو چھوڑ گئی ہے۔ اسی تختۂ زمین پر ۔۔۔ اسی زمانۂ تاریخ میں ۔۔۔ ایک ایسا شہنشاہ بھی تو گذرا ہے جو فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ اپنے مفتوحہ علاقوں کی طرف بڑھا۔ دس ہزار جانبازوں کا ایک لشکر فتح و ظفر کے پرچم لہراتا اس کے ساتھ بڑھ رہا تھا فاتحانہ شادمانی سے اس لشکر کا ہر سپاہی مسرور تھا۔ اور بوقت ضرورت اپنے شہنشاہ کے خفیف سے اشارہ ابرو پر سرفروشی کے لئے تیار ۔۔۔ وہ لشکر ایک ایسے عظیم الشان شہر کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اس لشکر کے بہت سے سپاہیوں کا کسی زمانہ میں وہ مولد و مسکن تھا۔ مگر انہیں

دردناک ایذائیں اور سفاکیں اور وحشیانہ سلوکوں سے وہاں سے بے سروسامان اور بے دست و پا بنا کر نکال دیا گیا تھا۔

وہ مظفر و منصور لشکر بے روک ٹوک رواں دواں تھا اس زمانہ کی جنگوں کے نقشے دیکھتے ہوئے اس لشکر کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر کہا جا سکتا تھا۔ دس ہزار چمکتی ہوئی بے نیام تلواریں ہوا میں لہرا رہی تھیں اور فضاؤں میں چکاچوند پیدا کر رہی تھیں

وہ لشکر جس شہر کی طرف بڑھ رہا تھا اس شہر کے لوگ بڑھنے والے لشکر کے ہر سپاہی کے خون کے پیاسے رہ چکے تھے۔ اس شہر والوں نے تھوڑا ہی عرصہ قبل ان عسکریوں کے سینکڑوں قریبی رشتہ داروں کو تہ تیغ کیا تھا۔ اور ان عسکریوں کے وہ زخم ابھی تک مندمل نہ ہوئے تھے۔ ان عسکریوں میں ایسے بھی تھے جنہیں اس شہر والوں نے نہایت بے دردی سے برسوں گرم ریتوں پر لٹایا تھا۔ نوکیلے پتھروں پر لٹا لٹا کر کھینچا اور گھسیٹا تھا۔ مکان۔ زمینیں اور جائدادیں چھین لی تھیں۔ اور جیسیوں قسم کے مظالم کا تختۂ مشق بنایا تھا۔ اور آج وہی مظلوم فاتحانہ شان کے ساتھ اسی شہر کی طرف ۔۔۔ اپنے مولد و مسکن کی طرف ۔۔۔ انہی ظالموں پر غالب آ کر بڑھتے چلے آ رہے تھے ۔۔۔!

جس پر وار کیا گیا ہو وہ سنبھل کر کیوں نہیں بپھرتا۔ اور اس کے دل میں انتقام کا جذبہ کیوں انگڑائیاں نہ لے۔ وہ عسکری جن کے عزیزوں اور جگر کے ٹکڑوں کو سفاکانہ طور پر ذبح کر دیا گیا تھا۔ اور خود انہیں گھر سے بے گھر بنا دیا گیا تھا۔ ان کے دلوں میں بھی جذبۂ انتقام تو ضرور موجزن ہوگا۔ اور یہ جذبہ اس وقت تو اور بھی بڑھا ہوگا۔ جب وہ شہر کے بالکل قریب پہنچے ہوں گے۔ ان میں سے بھی بعض ضرور سوچتے ہوں گے کہ آج ہم ان مظالم کے بدلے گن گن کر لیں گے ۔۔۔ فلاں سردار قریش کو یوں باندھیں گے۔ اور فلاں کو یوں جکڑیں گے اور فلاں کو تو قتل کئے بغیر نہ چھوڑیں گے ۔۔۔!

اور اس لشکر کا شہنشاہ جس کے آباؤ اجداد پشت ہا پشت سے اس شہر کے معززین تھے۔ جو خود اس شہر میں معزز و امین کی حیثیت سے رہ چکا تھا۔ اور جو آج سے دس سال قبل اس شہر کے ساکنین کے مظالم اور زیادتیوں سے تنگ آ کر بحکم الٰہی اس شہر کے در و دیوار پر حسرت بھری نگاہیں ڈال کر اپنی جائداد اور رشتہ دار چھوڑ کر ہجرت کر گیا تھا۔ جس کی عزیز ترین

بیٹیوں کو اس شہر والوں نے انسانیت سوز مظالم کا نشانہ بنایا تھا۔ وہ آج اپنے دس ہزار کفن بردوش غلاموں کے ساتھ فاتحانہ شان کے ساتھ اس شہر کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا ۔۔۔ وہ بھی اس شہر کے ظالم درندوں کے متعلق کچھ سوچ رہا تھا ۔۔۔ مگر اس کی سوچ اپنے ساتھیوں کے ساتھ قطعاً مختلف تھی۔ اس کا انداز فکر کچھ نرالا تھا۔ اور بے مثل ۔۔!!

اس شہر کے لوگ جنہوں نے کچھ سال قبل اس فاتح فوج کے بیسیوں سپاہیوں پر اپنی طاقت کے بل پر بے پناہ ظلم ڈھائے تھے۔ ان میں سے ہر شخص خائف اور لرزاں تھا۔ ہر شخص کو اپنے عمل کی مکافات سامنے نظر آ رہی تھی۔ اور موت آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی۔ بچے سہمے ہوئے اپنی ماؤں سے چمٹ چمٹ جاتے تھے۔ مائیں دلگیر اور پریشان تھیں کہ اب کیا ہوگا۔ مرد پناہ گاہیں ڈھونڈ رہے تھے۔ کوئی تہ خانہ تلاش کر رہا تھا اور کوئی شہر کے پرلی طرف سے بھاگ نکلنے کی سوچ رہا تھا۔

انجام ؟ ۔۔ انجام تو سب کے سامنے تھا۔ اور اس سے نہ کوئی مفر اور نہ کوئی ملجا و ماویٰ ۔ ہر دل دہل رہا تھا۔ ہر جسم بے جان تھا۔ ظفر مند فوج جوں جوں شہر کے قریب پہنچ رہی تھی۔ توں توں ان شہریوں پر خوف و ہراس طاری ہوتا جا رہا تھا۔ اور ہر شخص اپنے عمل سامنے رکھ کر خود ہی اپنے لئے سزائیں تجویز کر رہا تھا ۔۔۔ مائیں بچوں کو بھول گئی تھیں۔ ان باپوں کے دل اولاد کی محبت سے خالی ہو چکے تھے۔ شہر کے اس سرے سے لے کر اس سرے تک خوف و ہراس اور دہشت کا عالم طاری تھا۔ موت۔ موت۔ موت۔ اس کے سوا وہ سوچ ہی کیا سکتے تھے۔ آخر انہوں نے ظلم و ایذا کا کون سا دقیقہ فروگذاشت کیا تھا۔ کہ آج انہیں بغیر انتقام کے اور بغیر سزا کے چھوڑ دیا جاتا۔

فتح مند لشکر نے بغیر کسی مقابلہ کے شہر سے باہر ڈیرے ڈال دیئے۔

اور اس کے جرنیل نے فوجوں کو ترتیب دینا شروع کیا۔ کمانڈروں کے ہاتھوں میں پرچم دیئے گئے۔ اور مختلف دستوں کے لئے شہر کے مختلف دروازے داخلہ کے لئے مقرر کر دیئے گئے۔ فتح نصیب لشکر کے ہر سپاہی کے لبوں پر مسرت اور بہجت ہویدا تھی۔ اور ادھر شہر کے ہر فرد کے سر پر موت کا بھوت سوار تھا۔

شہنشاہِ لشکر نے شہر کے بعض سرداروں کو قاصد بھیج کر طلب فرمایا۔ وہ گردنیں جھکائے حاضر ہو گئے۔ مرجھائے ہوئے چہروں کے ساتھ جن پر موت کی زردیاں کھینڈ گئی تھیں۔ وہ حکم کے منتظر تھے۔ اور حکم کی نوعیت سے ترساں اور لرزاں لشکر کا ہر سپاہی گوش برآواز تھا۔ کہ ہمارے شہنشاہ زبان سے کیا حکم صادر ہوتا ہے ۔۔ !

اور حکم صادر ہو گیا "اے سردارانِ قریش ! تمہارے ساتھ اب کیا سلوک کیا جائے ؟"

"آپ جو چاہیں سلوک کر سکتے ہیں۔ مگر ہم آپ کی خاندانی شرافت اور نجابت اور ارفع و اعلیٰ شان سے اس سلوک کی توقع رکھتے ہیں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔"

لڑکھڑاتی ہوئی زبانوں اور کانپتے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ یہ جواب دے کر سردارانِ قریش نے پھر گردنیں جھکا لیں۔

فضا میں ایک گہرا سکوت طاری تھا۔ سپاہی بے چینی سے حکم سننے کے منتظر تھے۔ سردارانِ قریش دل ہی دل میں کہہ رہے تھے۔ کہ ابھی بزن کا حکم صادر ہوتا ہے۔ کوئی وجہ بھی تو نہ تھی انہیں چھوڑ دیئے جانے کی اور کوئی امکان بھی تو نہ تھا ان کے سزا سے بچنے کا۔

لیکن تاریخ عالم میں یہ استثنائیہ بھی تو درج ہونا تھا۔ دنیا نے انتقام کے سینکڑوں نظارے دیکھے اور دیکھتی رہے گی۔ لیکن اسے حیرت و استعجاب کے ساتھ یہ بھی تو دیکھنا تھا کہ اس شہنشاہ نے مسکرا کر فرمایا۔ "اے سردارانِ قریش ! تم مجھ سے اس سلوک کی توقع رکھتے ہو۔ جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا ۔ ؛ جاؤ لا تثریب علیکم الیوم۔ جاؤ اور اپنے قبیلہ کو یہ خوشخبری پہنچا دو کہ آج تم سب کو معاف کر دیا گیا ۔۔ !!

یہ حکم صادر ہوتے ہی دس ہزار چمکتی لہراتی ہوئی تلواریں سرنگوں ہو گئیں دس ہزار دلوں میں سے انتقام کے جذبات یوں نکل گئے۔ جیسے کبھی تھے ہی نہیں ۔۔۔ دس ہزار سپاہیوں نے بھلا دیا کہ اس شہر والوں نے ان کے عزیزوں کو قتل کیا تھا۔ یا دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا تھا۔ یا مال و دولت اور گھر بار چھین کر اس پیارے وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا تھا۔

وہ معاف کرنے والا شہنشاہ محمد تھا (صلے اللہ علیہ وسلم) اور دس ہزار سپاہی ان کے جاں نثار صحابہ تھے (رضی اللہ تعالے عنہم) اور وہ مفتوح شہر مکہ تھا ۔۔۔ کیا دنیا کی تاریخ اپنے اوراق میں سے ایسی کوئی ایک مثال بھی پیش کر سکتی ہے۔؟ میں ہی جواب دیتا ہوں۔ قطعاً نہیں۔ !

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ عفو تو بے مثال ہی ہے۔ ان صحابہ کو تو دیکھئے جنہوں نے ارشاد سنتے ہی اپنے دل صاف کر دیئے۔ آج کی دنیا میں ہے کوئی مائی کا لال جو اپنے باپ یا بیٹے کے قاتل کو اس فراخدلی کے ساتھ اور پھر فاتح اور غالب ہوتے ہوئے معاف کر دے۔ یا اپنی بیٹیوں پر شرمناک مظالم توڑنے والوں کو اس خندہ پیشانی سے کہہ دے کہ جاؤ میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ حضرت یوسفؑ نے تو اپنے گیارہ بھائیوں کو معاف کیا تھا۔ مگر اس شہنشاہِ دو جہاں نے تمام اہل مکہ کو معاف کر دیا۔ اور وہ کیوں معاف نہ کرتا۔ وہ تو تھا ہی رحمۃ للعالمین

علیہ الصلوٰۃ والسلام

اخبار "بدر" کے لئے احباب کا تعاون

از جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ۔ قادیان

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ باوجود گوناگوں مشکلات اور مجبوریوں کے کئی سال سے اخبار "بدر" مرکز سلسلہ سے شائع ہو رہا ہے یہ اخبار مرکز ہندوستان میں سلسلہ کا آرگن ہے اور اس کے مطالعہ سے سلسلہ کے حالات اور معلومات کے علاوہ مرکزی تحریکات کا علم بھی ہوتا رہتا ہے بالخصوص سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات اور اسلام اور احمدیت کے متعلق علمی مضامین کے مطالعہ کی توفیق ملتی ہے۔ باوجود اشیاء کی گرانی کے "بدر" کا سالانہ چندہ صرف چھ روپے ہے۔ یعنی آٹھ آنہ ماہوار۔ گویا یہ اخبار ملک کے سب اخبارات سے ارزاں بھی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ نہ صرف خود اس کی خریداری اور اعانت میں حصہ لیں بلکہ دوستوں کو بھی اس کار خیر میں شریک کریں۔ مخلص احباب جماعت "بدر" کی امداد مندرجہ ذیل طریق پر کر کے اللہ تعالےٰ سے اجر پا سکتے ہیں:۔

(۱) ہر مخلص دوست اس کے خود خریدار بنیں ۔

(۲) دوسرے احباب کو خریدار بنائیں۔

(۳) اپنے غیر احمدی رشتہ داروں دوستوں اور اپنے غیر مسلم دوستوں کے نام زیادہ سے زیادہ پرچے جاری کرائیں۔

(۴) خوشی کی تقاریب پر بطور عطیہ کے اخبار بدر کے لئے رقم ارسالی کریں۔

(۵) ضروری مضامین اور خبریں بدر کے لئے بھجوائیں ۔

ممکن ہے آپ کو بدر میں بعض خامیاں نظر آتی ہوں۔ لیکن اگر اس کی خریداری زیادہ ہو جائے تو ان نقائص کو کم ۔ بے کم کیا جا سکتا ہے۔ پس ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے بھی احباب کے تعاون کی ضرورت ہے۔ موجودہ زمانہ پریس اور اشاعت کا زمانہ ہے اور اخبارات تبلیغ و اشاعت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ حضرت اقدس مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے تکمیل اشاعت و ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ پس ہمیں بھی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے پیدا کردہ ذرائع اشاعت کو زیادہ سے زیادہ کام میں لا کر خدا تعالےٰ کے نام کو ملک کے طول و عرض میں پھیلائیں ۔

جملہ عہدیداران جماعت سے بھی التماس ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کے تمام احباب کا جائزہ لیں۔ اور صاحب استطاعت احباب کو انفرادی اور اجتماعی تحریک کر کے اخبار "بدر" کے خریدار بنائیں تاکہ کوئی فرد ایسا نہ رہے جو اخبار بدر کا خریدار نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے۔ اور خدمات سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین ؛

انتقال اور درخواستِ دعا

ہمارے ایک دوست محمود احمد صاحب کی بیوی ۲۰ - $\frac{8}{59}$ کو انتقال کر گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

احباب جماعت مرحومہ کی مغفرت کی دعا فرماویں۔ اور بھائی محمود احمد صاحب کے لئے دعا فرماویں کہ خداوند کریم ان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ نیز ان کے والد صاحب میاں مبارک احمد صاحب بھی بیمار رہیں۔ ان کی صحت کے لئے بھی دعا کی جائے ۔

خاکسار محمد صادق عارف از اودے پور کٹی

درخواست دعا

خاکسار کی اہلیہ ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہے اسوقت ایک پرائیویٹ ہسپتال میں ایک لیڈی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے احباب کرام و بزرگان سلسلہ دعا فرماویں اللہ تعالیٰ جلد سے جلد اس کو شفا کاملہ عطا کرے۔ آمین۔ خاکسار صادق حسن دانی احمدی جماعت احمدیہ بلسپہ ایم پی ؛

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

از جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔اے ناظر بیت المال قادیان

مندرجہ بالا شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک لمبی نظم سے لیا گیا ہے۔ جس میں آپؑ نے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی توصیف اور آنحضرت صلعم کے ارفع واعلےٰ مقام کے ایک خاص پہلو کو بیان فرمایا ہے۔ اس شعر میں اظہار مطلب کے لئے جو الفاظ منتخب کئے گئے ہیں۔ وہ اتنے سادہ، عام فہم اور شگفتہ ہیں۔ کہ ہر پڑھنے اور سننے والے پر مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

آپؑ نے ایک جامع اور وسیع مضمون کو بغیر کسی پیچیدگی وابہام یا تلمیح واستعارہ کے اس انداز میں بیان فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض جاریہ کا نقشہ کھینچا ہے۔ اور دعوے کے ساتھ اپنے وجود کو زندہ شہادت اور دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ کہ ہمارا احساس و سماعت اس کی شوکت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اس وقت مجھے اس شعر کے ادبی محاسن کی تفاصیل میں جانا مقصود نہیں۔ بلکہ میرا مدعا صرف حضور کے شعر کے معنوی حصہ پر کچھ روشنی ڈال کر ذکر حبیب کے ثواب میں شریک ہونا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

امت محمدیہ — خیر امم

امت محمدیہ کا خیر امم ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خیر رسل ہونے اور رسالت محمدیہ کی امتیازی شان اور منفرد حیثیت کے ساتھ وابستہ ہے اس نکتہ کو صحیح طور پر سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ کونسے امور ہیں۔ جو رسالت محمدیہ کو دیگر انبیاء علیہم السلام پر فضیلت بخشتے ہیں۔ لاریب تمام انبیاء علیہم السلام جو مختلف زمانوں۔ مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کی اخلاقی اور روحانی راہ نمائی کے لئے حالات اور ضرورت زمانہ کے مطابق اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے رہے۔ خدا کے نیک اور برگزیدہ اور مقرب رسول تھے۔ اور ان سب نے اپنے اپنے وقتوں میں اپنی اپنی قوموں کو نیکی اور تقوےٰ سے آراستہ بنا کر اللہ تعالےٰ کے آستانہ پر جھکایا اور وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کے ارشاد خداوندی کے مطابق ایک سچے مسلمان کیلئے واجب ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمام مامورین اور رسولوں پر ایمان لائے اور سب کی عزت کو اپنے ایمان کا لازمی حصہ قرار دے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کسی ایک قوم یا ایک ملک کے لئے نہ تھی۔ بلکہ آپ کو رحمۃ للعالمین کا لقب بخشا گیا۔ اور آپ کا وجود آئندہ تمام دنیا کی اخلاقی اور روحانی سربلندی کے لئے کافی سمجھا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود کسی ایک قوم یا ایک خاص علاقہ کے لئے نہیں تھا۔ اور نہ ہی آپ کی ذات اقدس گذشتہ انبیاء کی طرح کسی محدود زمانہ کے لئے تھی۔ بلکہ آپ کو جو شریعت عطا فرمائی گئی۔ اس میں گذشتہ تمام انبیاء کی تعلیموں کی خوبیاں رکھی گئیں اور آئندہ زمانوں کی جملہ ضروریات کا حل فرمایا گیا۔ تاکہ آئندہ ابدی طور پر یہ تعلیم قابل عمل ہو سکے۔

الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام
دینا۔

کی خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی بھی نبی کو نہیں ملی۔ گویا کہ ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود ظاہری وفات کے ایک زندہ نبی ہیں۔ اور ہماری شریعت قرآنیہ زندہ کتاب ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض دائمی ہے۔ آپکی نبوت جاری وساری ہے۔ اور آپ کی تعلیم زمان ومکان کی قیود سے آزاد ہے۔ شریعت قرآنیہ جس طرح آج سے پورے چودہ سو سال قبل قابل عمل تھی۔ اسی طرح آج بھی قابل عمل ہے۔ مشرق کے رہنے والوں کے لئے بھی یہی قابل عمل ہے۔ اور مغربی اقوام کی راہ نمائی کے لئے بھی اسی میں مکمل تعلیم موجود ہے۔ حاکم اور محکوم دونوں کی راہبری کے لئے جامع قوانین اسی میں پائے جاتے ہیں۔

خیر رسل

انفرادی زندگی اور اجتماعی معاشرہ کے اصول شریعت قرآنیہ کا لازمی حصہ ہیں۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ قرآنی تعلیم کی عملی تعبیر ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسانی ترقیات کا راستہ کھلتا ہے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین آپ کے زمانہ میں روحانی مدارج میں ترقی کر کے خدانما انسان بن گئے۔ اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا خطاب پایا۔ اسی طرح آپؐ کی اتباع کاملہ سے آج بھی امت محمدیہ کے افراد اس مقام تک پہنچ سکتے ہیں کہ فرشتے بھی ان پر رشک کریں۔

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں اس بات کی شہادت کو اپنے وجود سے بھی پیش فرمایا ہے۔ کہ خیر رسل کی ذات سے وابستگی کے شیریں ثمرات جس طرح پہلے زمانوں میں امت محمدیہ کو نصیب ہوتے رہے ہیں۔ اسی طرح آج بھی آنحضرت کی اتباع کاملہ اور فنا فی الرسول کی برکت سے انسان اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ اور اسے حقیقی عزت اور سرفرازی نصیب ہو سکتی ہے۔ اور فرمایا کہ جو کچھ ہمیں ملا ہے وہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور آنحضرت صلعم کے فیض وبرکت کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک الہام میں فرماتے ہیں:۔

کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّن مُّحَمَّدٍ
صلی اللہ علیہ وسلم
فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ

یعنی ہر ایک برکت آنحضرت صلعم کے مقدس وجود سے وابستہ ہے۔ کس قدر بابرکت ہے وہ استاد جس نے سکھایا اور پھر کس قدر خوش نصیب ہے وہ شاگرد جس نے سیکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض جاودانی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض وبرکت کے متعلق ایک جگہ حضور فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض آفتاب کی طرح چمک رہا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت صدر کا فیض جاودانی جاری ہے۔ اور جو شخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت کی پیروی کرتا ہے۔ وہ بلاشبہ قبر سے اٹھایا جاتا ہے۔ اور ایک جاودانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے۔ نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثار صحیحہ صادقہ اس کے اندر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آسمانی مدد اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں۔ اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک منفرد انسان ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ اس سے ہمکلام ہوتا اور اپنے اسرار خاصہ اس

"ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسلؐ"

از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

نقش ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری رہ میں اڑایا ہم نے

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

پر ظاہر کرتا اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے۔ اور اپنی محبت اور عنایت کی حقیقی ہوئی علامات اس میں نمودار کر دیتا ہے۔ وہ اپنی نصرتیں اُس پر اتارتا رہتا ہے۔ اور اپنی برکتیں اس میں رکھ دیتا ہے۔ اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اس کو بنا دیتا ہے۔ اور اُس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے۔ اور اس کے دل سے نکات لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں۔ اور پوشیدہ بھید اس پر آشکار ا کئے جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ایک عظیم تجلی اس پر فرماتا ہے۔ اور اس کے نہایت قریب ہو جاتا ہے . . . . . . چنانچہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر اپنی امور کی نسبت اور اس اتمام حجت کی غرض سے کئی ہزار رجسٹری شدہ خط ایشیا۔ یورپ اور امریکہ کے نامی مخالفوں کی طرف روانہ کئے تھے۔ تا اگر کسی کا یہ دعوے ہو کہ روحانی حیات بجز اتباع خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی اور ذریعہ سے بھی مل سکتی ہے۔ تو وہ اس عاجز کا مقابلہ کرے۔ اور اگر یہ نہیں تو طالب حق بن کر بخطوظ برکات اور آیات اور نشانوں کے مشاہدہ کے لئے حاضر ہو۔ لیکن کسی نے صدق اور نیک نیتی سے اس طرف رُخ نہ کیا۔ اور اپنی کنارہ کشی سے ثابت کر دیا۔ کہ وہ سب تاریکی میں گرے ہوئے ہیں . . . . . . اب غور کرکے دیکھ لو۔ کہ روحانی زندگی کے تمام جاودانی چشمے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل دنیا میں آتے ہیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس طرح اسلام کے مخالفین کے سامنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور اسلام کی صداقت میں اپنے وجود کو پیش کرتے ہوئے مقابلہ پر بُلایا۔ اُسی طرح زمانے کے کم نظر مخالف علماء اسلام کو بھی غور و فکر کی دعوت دی۔ اور بار بار اعلان فرمایا کہ:۔

"اے وے لوگو! جو مجھ پر کفر کا فتوے لگاتے ہو۔ میرے انکار میں جلدی نہ کرو۔ کیونکہ میری تکذیب اور انکار سے تم حضرت خیر الرسل کی شان کو بڑھانے والے نہیں ٹھیرتے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے حضور قابل مواخذہ قرار پاتے ہو۔ کیونکہ آنحضرت کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانے کی ضروریات کے ماتحت مجھے امام مہدی اور مسیح موعود بنا کر دنیا کی اخلاقی اور روحانی راہ نمائی اور دین کے از سر نو غلبہ اور سرفرازی کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ میرا مشن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی مشن ہے اور میں آپ لوگوں کو حضرت خیر الرسل کی سچی پیروی اور کامل اتباع کرکے دین و دنیا میں عزت پانے کی بشارت دیتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے آج یہی ایک راستہ کھلا ہے۔"

آپ نے فرمایا۔ کہ میرا مقام ایک خادم اور امتی کا ہے۔ اور مجھے جو بھی روحانی مقام بخشا گیا ہے۔ وہ میرے آقا آنحضرت صلعم کی بخشش ہے کو پیدا ہونے والا ہے۔ کیونکہ درحقیقت اس میں بلند شان اُسی کی ہے۔ جس کا میں اُمتی اور خادم ہوں۔

حرفِ آخر

چنانچہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ اسلام اور احمدیت کی کامیابی اور غیر معمولی حالات اور باوجود قدم قدم پر مشکلات کے مشرق و مغرب میں روز افزوں ترقی کے وعدے پورے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور آج اس مادی کشمکش کے دور میں جبکہ دنیا ایک ذہنی انتشار میں مبتلا ہے۔ دنیا کے حقیقی امن و سلامتی کے لئے سوائے اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے اور کوئی راستہ نظر نہیں آرہا۔ اور اسلام کے مخالفین بھی اسلامی اصولوں کی فوقیت کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں اپنا رہے ہیں۔ اور عملی طور پر تمدنی اور معاشرتی اصلاحات کی طرف جو اہم اقدام بھی اُٹھا رہے ہیں۔ گو ان میں بظاہر اسلام کا نام نہ ہو۔ لیکن دراصل وہ اسلام کی زرین تعلیم کے ہی مرہون منت ہیں۔

اس سلسلہ میں عالمگیر اسلامی مساوات۔ ورثہ کے اصول۔ شادی اور طلاق کے مسائل کسی وضاحت کے محتاج نہیں ہیں۔

اب ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ہم جو خیر اُمم ہونے کے دعوے دار ہیں۔ اپنی حیثیت اور ذمہ داری کے صحیح احساس کے ساتھ اپنے اعمال و کردار کو حقیقی اسلام کا نمونہ بنائیں۔ اور اپنے خیال و عمل میں اتحاد پیدا کریں۔ کیونکہ ہم میں سے ہر ایک جسے امام وقت کو پہچاننے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ اُس پر دُہری ذمہ داری ہے۔ کہ وہ اول خود اسلام کی روح کو سمجھ کر صحیح اسلامی معاشرہ کو اپنائے اور پھر اپنے عمل سے یہ ثابت کر دے۔ کہ واقعی وہ حضرت خیر الرسل کی اُمت ہونے کے اعتبار سے خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی خیر اُمم کا ایک فرد ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر اُس پر صادق آتا ہے

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی متعنا اللہ بطول حیاتہٖ کی صحت کے متعلق

مختلف مقامات میں اجتماعی دعائیں اور صدقات

حیدر آباد دکن

بتاریخ ۱۹ر اگست۔ ہفتہ اتوار کی درمیانی شب کو مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد دکن کا ایک خصوصی اجلاس احمدیہ جوبلی ہال میں ہوا۔ جس میں ۴۰ کے قریب اراکین نے شرکت کی۔ نماز عشاء نماز تہجد اور نماز فجر باجماعت ادا کی گئیں۔ جن میں خصوصیت سے نہایت درد اور الحاح کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل شفا یابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ خاکسار محمد صادق قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دکن۔

ہبلی

حضور اقدس کی صحت کے لئے اجتماعی دعائیں جاری ہیں۔ اور کچھ رقم بطور صدقہ جمع کرکے ایک غریب طالب علم کو کتب خرید کر دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین۔

شموگہ

علاوہ تمام نمازوں میں حضور اقدس کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کے لئے دعاؤں کے ہفتہ میں تین بار اجتماعی دعا ہوتی ہے۔ اور کچھ صدقہ کی رقم فراہم کرکے بعض غرباء کی امداد کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

باگر

حضور اقدس کے لئے دعائیں کی گئیں۔ اور کچھ صدقہ جمع کرکے غرباء میں تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اپنے فضل سے حضور کو جلد کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

سورب

حضور کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں کی جاتی رہیں۔ اور کچھ رقم جمع کرکے بطور صدقہ غرباء کو دی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

(نوٹ:۔ مؤخر الذکر چاروں مقامات کی رپورٹس علاقہ میسور میں متعین سلسلہ کے مبلغ مکرم مولوی سراج الحق صاحب کے مکتوب سے حاصل ہوئی ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء)

اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ وبارک وسلم۔

زکوٰۃ
ادا کیجئے تا آپ کو عذاب سے بچایا جائے۔

غیر مذاہب کے بارہ میں حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک تعلیم

اور حضور کا اپنا تعامل

از مولوی کریم الدین صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

ہماری جبینِ نیاز آستانۂ الٰہی پر سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ جب ہم اپنے آپ کو ایک ایسے کامل رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع پاتے ہیں جس کی تعلیم و اصول جلیل اور عالمگیر ہے۔ جس نے عالم جہالت میں ایک عظیم انقلاب برپا کرکے درسِ توحید دیا۔ اور ضلالت و گمراہی میں منہمک انسانوں کو صراط مستقیم دکھایا۔ ہاں ہاں!! وہی رسول اُمّی صلے اللہ علیہ وسلم جس کے اخلاقِ حسنہ، جس کی عفت و پاکیزگی، جس کے عفو و درگذر اور جس کے رحم و شفقت نے وحشی نما انسانوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ جس کی قوت قدسیہ نے خون کے پیاسے انسانوں میں محبت و اخوت، جذبۂ ایثار اور ہمدردی و مساوات پیدا کیا۔ جس نے علمی، اخلاقی، تمدنی و معاشرتی زندگی کے کسی بھی پہلو کو تشنہ کام نہیں چھوڑا۔ اور امن کی پیاسی دنیا کو اسلام جیسے صلح و امن کے مذہب کا پیغام پیش کیا۔ اور پھر امن کے اس مجسم مذہب کو آنحضرت صلعم کی غیر مذاہب سے حسین سلوک کے بارے میں پیش کردہ تعلیم و تعامل چار چاند لگا دیتے ہیں اور دنیا کو اس اقرار پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ واقعی اسلام ایک برحق اور عالمگیر مذہب ہے۔ یہ جبر و اکراہ کو روا نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی کسی مذہب کا دشمن ہے۔ چنانچہ ان اصول و تعلیمات کو درج ذیل کیا جاتا ہے جو آپ نے غیر مذاہب کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ اور نہ صرف زبان سے فرمایا بلکہ ان پر عمل کرکے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام دیگر مذاہب سے دوستانہ تعلقات کا خواہشمند ہے۔ اور کسی مذہب کو حقارت و تذلیل کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

آزادیٔ ضمیر

آپ نے جبر و اکراہ کو حرام ٹھہرا کر آزادیٔ ضمیر کو ہر انسان کا حق قرار دیا ہے۔ اس بارے میں آپ نے یہ زریں تعلیم پیش فرمائی کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ یعنی دین میں جبر و تشدد ناروا ہے۔۔ مَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ۔ کہ مذہب کا قبول کرنا اختیاری چیز ہے۔ جو چاہے ایمان لائے اور جس کی طبیعت کو ناگوار گذرے وہ بے شک انکار کر دے۔ وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔ اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ وَلَوْ شَآءَ لَھَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ یعنی اگر خدا تعالےٰ جبر کرنا چاہتا تو سب کو ہدایت کے قبول کرنے پر مجبور کر دیتا۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو قبولِ ہدایت میں آزاد رکھا ہے۔ اس لئے آزادیٔ ضمیر اسی کا حق ہے جس کو چھیننا ظلم اور خلافِ احکامِ خداوندی ہے۔

تمام کتب سماوی پر ایمان

آپ نے غیر مذاہب کی نسبت اپنے پیروؤں میں نفرت و حقارت کے جذبات پیدا نہیں کئے بلکہ ان سے محبت و اخوت بڑھانے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ نے وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ کی تعلیم دے کر یہ واضح فرمایا کہ ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ تمام کتب الٰہیہ الہامیہ پر مجملاً ایمان نہ لایا جائے۔ اسی طرح آپ نے یہ اصل بھی مقرر فرمایا کہ ہر مذہب اپنے اپنے وقت پر سچا تھا۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے انبیاء کو بھیجا گیا اور اس طرح دنیا میں مذاہب کا قیام ہوا۔ یہ اور بات ہے۔ کہ خود غرض اور ہوا و ہوس کے شکاران لوگوں نے ان میں اپنی خواہشات کے مطابق دخل اندازی کرکے ان کا چہرہ بگاڑ دیا ہو۔ قَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ کا پرزور رد فرما کر آپ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ باوجود انسانی دخل اندازی کے ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ اچھی باتیں ضرور موجود ہیں۔ جن سے انکار کرنا عقلمند انسان کا کام نہیں

ہر قوم کے بزرگوں کا ادب

دنیا میں پیدا ہونے والے فتنہ وار انہ فساد اور امن شکن رویئے پر اگر غور کیا جائے تو سب سے بڑی وجہ اس کی یہی معلوم ہوتی ہے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقے کے بزرگوں کے ادب و احترام کا خیال نہیں رکھتا اور ایک دوسرے کو جھوٹا تصور کرتے ہوئے اپنی اپنی جماعت میں نفرت و حقارت کی چنگاری سلگا دیتا ہے نتیجۃً بغض و عناد کی بجلیاں خرمنِ امن کو جلا ڈالتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے اس جڑ کا ہی قلع قمع کر دیا جس کی آبیاشی تعصب سے کی جاتی ہے۔ آپ نے غیر مذاہب سے خوشگوار تعلقات بڑھانے اور دنیا میں امنِ عالم کی دیواریں استوار کرنے کے لئے ایک اصول یہ مقرر فرمایا کہ ان کے بزرگوں میں بھی مناقب و خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ اور دیگر مذاہب میں بھی خدا کے برگزیدہ انسان فیضانِ رسالت سے فیضیاب ہو کر اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اور ان کا ادب و احترام کرنا ہم پر فرض ہے۔ اس بات کا یوں اعتراف فرمایا کہ ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْھُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُھْبَانًا وَّاَنَّھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ (مائدہ ع ۱۱) یعنی غیر مذاہب میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑاتے ہیں۔ اور بعض درویش خصلت ہیں اور ان میں تکبر نہیں پایا جاتا۔

غیر مذاہب میں رسولوں کی آمد کا یوں اعتراف کیا کہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ یعنی دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ کا پیغامبر لوگوں کو بدیوں سے ڈرانے کے لئے مبعوث نہ ہوا ہو۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے ہر قوم میں ایک ہادی و رہنما بھیجا ہے تاکہ وہ لوگوں کو عبادۃ اللہ اور اجتناب از غیر اللہ کا حکم دے۔

محمد خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم

بزبان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے خدا کا اُس پر بڑا ہی فضل ہے۔ وہ خدا تو نہیں مگر اُس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اُس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے خدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے۔ اگر اسلام نہ ہوتا تو اس زمانہ میں اس بات کا سمجھنا محال تھا کہ نبوت کیا چیز ہے اور کیا معجزات بھی ممکنات میں سے ہیں اور کیا وہ قانونِ قدرت میں داخل ہیں۔ اس عقدے کو اُسی نبی کے دائمی فیض نے حل کیا اور اُسی کے طفیل سے اب ہم دوسری قوموں کی طرح صرف قصّہ گو نہیں بلکہ خدا کا نور اور خدا کی آسمانی نصرت ہمارے شامل حال ہے ہم کیا چیز ہیں جو اس شکر کو ادا کر سکیں کہ وہ خدا جو دوسروں پر مخفی ہے اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسروں سے نہاں در نہاں ہے وہ ذوالجلالی خدا محض اس نبی کریم کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر ہو گیا۔"

(مضمون ملحقہ چشمہ معرفت صفحہ ۱۰۹)

وجود باری تعالیٰ | آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جس قدر بھی مذاہب معرضِ وجود میں آ چکے تھے ان میں سے ہر ایک کا یہ خیال تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی ذات صرف اسی سے وابستہ ہے۔ لیکن آپؐ نے اسلام کے خدا کو رَبُّ العٰلمین قرار دیا۔ کہ وہ کسی خاص فرقہ یا جماعت کا خدا نہیں۔ بلکہ تمام دنیا اور اقوام کا خدا ہے۔ اس کا فیضان ہر انسان پر بلا لحاظ مذہب و ملت عام ہے اسی طرح رسول اللہ کے وجود کو رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن قرار دیا ہے کہ آپؐ کے وجود سے ساری اقوام پر فیضانِ باری تعالےٰ نازل ہوا۔ آنحضرت صلعم سے ایک مرتبہ مشرکین پر بد دعا کرنے کے لئے کہا گیا تو حضور نے فرمایا۔ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً۔ کہ میں غیر مذاہب پر لعنت کرنے کے لئے نہیں آیا بلکہ مجھے رحمت کا سرچشمہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔

اسلام نیا مذہب نہیں | حضرت رسولِ مقبول صلعم نے اسلام کو کوئی نیا مذہب نہیں گردانا۔ بلکہ اس کو ایک چمنستان کی حیثیت دی ہے۔ جہاں ہر قسم کے پھول و پودے پائے جاتے ہیں۔ آپؐ نے یہ تعلیم پیش فرمائی کہ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ۔ یعنی قرآن مجید میں تمام پہلی صداقتوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اسلام نے دیگر تمام مذاہب کی خوبیوں کو اپنایا ہے۔ گویا یہ دنیا بھر کے تمام مذاہب کی خوبیوں کا مشترکہ سرمایہ ہے۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا۔ كَلِمَةُ الْحَقِّ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ اَخَذَهَا حَيْثُ وَجَدَهَا۔ کہ حق و سچائی کی بات مومن کی کھوئی ہوئی اپنی چیز ہے۔ جہاں کہیں بھی وہ اچھی بات دیکھے اس کو اپنانے کی کوشش کرے۔

غیر اللہ کو گالی نہ دو | آنحضرت صلعم کی اس تعلیم سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ غیر مذاہب کا احترام کس قدر مدِنظر رکھتے تھے۔ اور کسی کی قابلِ عزت چیز کو بُرا کہنا بھی آپؐ کو گوارا نہ تھا۔ اسی لئے حکم دیا کہ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ اے مسلمانو! تم غیر مذاہب کے معبودوں کو بُرا بھلا نہ کہو، ورنہ وہ لوگ بھی معبود حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ کو گالیاں دیں گے۔ جس کے نتیجہ میں اشتعال پیدا ہو کر لسان سے سنان تک نوبت پہنچ جائے گی۔ یہ سنہرا امن بخش اصول ہر لمحہ قیام امن کے مجاہدوں کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ جب تک سیاست کے ساتھ مذہب کے اصول نہ اپنائے جائیں تب تک امن کے قدم ہمیشہ لڑکھڑاتے رہیں گے۔

جنگوں میں غیر مذاہب کے لئے قانون | ایامِ جنگ میں انسان کے سر پر بری طرح خون سوار ہوتا ہے۔ اور انسان ایک خطرناک خونخوار درندے کا جامہ پہن کر خون کے دریا بہا دینے پر آمادہ کار نظر ہوتا ہے۔ لیکن ایسے پُر آشوب ایام میں بھی بانیٔ اسلامؐ نے غیر مذاہب کے لوگوں کے لئے باوجود ان کے ظلم و تشدد، شدید مخالفت اور قتل و خون کی ابتدا کرنے کے ایسے قوانین مقرر فرمائے ہیں۔ کہ عقلِ انسانی ششدر و حیران رہ جاتی ہے۔ سب سے پہلے آپؐ نے یہ حکم دیا کہ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (مائدہ ع ۲) کہ اے مسلمانو! کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے ایسا نہ ہو کہ تم عدل و انصاف کا دامن چھوڑ دو۔ نہیں بلکہ حق پسندی کو اپنا شعار بنائے رکھو کیونکہ یہی تقویٰ کا سب سے قریب مقام ہے۔

پھر یہ حکم دیا کہ

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا۔

کہ تم صرف ان لوگوں سے جنگ کرسکتے ہو جنہوں نے تم سے جنگ میں پہل کی۔ لیکن اس طرح بھی تمہاری طرف سے ظلم نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اس قسم کی دفاعی جنگ میں بھی تمہاری نفسانی اغراض کا دخل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ سارے کام رضائے الٰہی کی خاطر ہوں۔

اسی طرح آپؐ نے ایک یہ اصول مقرر فرمایا کہ

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔

یعنی تمہاری یہ جنگ صرف اس وقت تک جاری رہے جب تک کہ ملک سے فتنہ و فساد کے بادل نہ چھٹ جائیں۔ کسی انتقامی جذبہ کے تحت یا قوم کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہرگز ہاتھ نہ اُٹھاؤ۔ اور جب بھی امن کی صورت پیدا ہو جائے فوراً ہتھیار رکھ دو۔ تمہارا غایتِ مقصود یہ ہو کہ لوگوں کو خدا کے دین کے لئے آزادیٔ ضمیر حاصل ہو جائے۔ جبر و اکراہ نہ رہے۔ مختصر یہ کہ اسلامی جنگوں کا مدعا ہی آزادیٔ ضمیر قرار دیا گیا ہے۔

پھر اس سے بڑھ کر آپؐ نے یہ تعلیم پیش کی کہ

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا (حج ع ۶)

یعنی جنگ کی صرف اس وقت اجازت دی جاتی ہے جب دشمن تم پر مذہب کی خاطر آمادہ ظلم ہو کیونکہ اگر ایسی صورت میں جنگ کی اجازت نہ دی گئی تو مسجدیں، معبد، گرجے اور غیر قوموں کے عبادت کدے جہاں پر اللہ تعالےٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ تعصب کی وجہ سے لوگ گرا دیں گے۔

اس طرح آنحضرت صلعم نے غیر مذاہب کے عبادت خانوں کی حفاظت کی خاطر تلوار اُٹھانے کی اجازت دی ہے۔ جہاں وہ لوگ خدائے واحد سبحانہٗ کی پوجا کرتے ہوں۔ اور فرمایا کہ ایسی صورت میں خدا تعالیٰ کی تائید بھی ضرور شاملِ حال رہے گی۔

دورانِ جنگ میں بھی آپؐ نے ایسے قوانین وضع فرمائے ہیں کہ جن کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ مثلاً بچے، بوڑھے، عورتیں اور مذہبی لوگ یعنی پنڈت۔ پادری راہب وغیرہ جو مذہبی کاموں میں مصروف ہوں قتل نہ کئے جائیں۔ پھلدار درخت نہ کاٹے جائیں۔ سرسبز کھیتیاں نہ کاٹی جائیں۔ خدا تعالےٰ کی پرستش کی جگہیں نہ گرائی جائیں۔

(تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

جنگ کے ایام میں مسلمانوں کو ذمیوں کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ کہ ان کی جان۔ مال اور عزت و آبرو کے پورے پورے محافظ بنیں نیز آپؐ نے مشرکین کے متعلق یہ تعلیم پیش کی کہ

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ (توبہ ع ۱)

یعنی اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تمہارے پاس اس غرض سے آئے کہ وہ معلوماتِ دین حاصل کرے اور تحقیقِ حق کرنا چاہے تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس کی ہر طرح حفاظت کرو۔ نہ صرف اپنے ہی ملک میں بلکہ اسکو اپنے مقامِ حفاظت واپس پہنچانا بھی تمہاری ذمہ داری ہے۔

اسی طرح وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (انفال ع ۸) کی تعلیم دیکر مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ اگرچہ جنگ کی ابتدا مسلمان کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ کفار کیطرف سے ہوتی ہے تاہم اگر دشمن اپنی کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے صلح کیلئے جھکے تو تم بھی اس سے صلح کر لو اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھو۔ گویا مسلمان کو مجسم امن و صلح ہونا چاہیئے جو ان مذہب کا طرۂ امتیاز ہے

دیگر غیر مسلموں سے سلوک | جہاں آپؐ نے حربی غیر مسلموں کے متعلق ایک عمدہ و جامع تعلیم پیش فرمائی وہاں تمام غیر مذاہب والوں کیلئے بھی آپکی تعلیم بے نظیر ہے۔ چنانچہ ان سے حسن سلوک کے بارے میں جو تلقین کی گئی ہے اس کے لئے آیاتِ ذیل ملاحظہ فرمایئے:-

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے نیکی اور انصاف کرنے سے منع نہیں فرماتا جنہوں نے تم سے مذہب کے بارے میں لڑائی نہیں کی اور تمہاری جلا وطنی میں جنہوں نے حصہ نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ یعنی ان لوگوں سے تمہیں ضرور احسان کا سلوک کرنا چاہیئے۔

ترجمۃ القرآن ہندی کی نظر ثانی کے لئے

ایک ماہر عالم کی ضرورت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے ماتحت نظارت ہذا کے زیر انتظام قرآن کریم کا ہندی ترجمہ مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ ایک بہت اہم کام ہے۔ اور ترجمہ اور زبان کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایسے عالم سے اس کی نظر ثانی کروائی جائے جو بیک وقت ہندی اور عربی کا عالم ہو۔ اور کافی مہارت اور تجربہ رکھتا ہو۔ اس لئے تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ اگر ان کے علم میں کوئی ایسا عالم ہو (خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی یا غیر مسلم) تو نظارت ہذا کو اطلاع دی جائے۔ نیز ایسے عالم سے بات چیت کر کے یہ بھی معلوم کیا جائے کہ وہ اس کام کے لئے کیا ہدیہ لیں گے۔ فی پارہ یا سارے قرآن کریم کے لئے۔ جیسے بھی طے ہو اطلاع دی جائے۔ نظارت اس پر غور کر کے آخری فیصلہ سے اطلاع دے دیگی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

شکریہ اور درخواست دعا

مکرم محمد لطیف صاحب ابن حاجی محمد ابراہیم صاحب کانپور سے تعلیم الاسلام قادیان کے نام پر" بالک "رسالہ ہندی ایک سال کے اجراء کے لئے چار روپے عطیہ بھجوایا ہے۔

مکرمی لطیف صاحب کو اپنے کاروبار میں بعض روکاوٹوں کا سامنا ہے ان کے ازالہ کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب روکوں کو دور فرما کر ان کے کاروبار میں برکت ڈالے۔ آمین۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

امتحان "اسلام کی دوسری کتاب"

برائے ناصرات الاحمدیہ بھارت

بتاریخ ۲۰ ستمبر ۱۹۵۹ء

ناصرات الاحمدیہ بھارت کا امتحان اسلام کی دوسری کتاب مورخہ ۲۰ ستمبر بروز اتوار ہو رہا ہے۔ صدر لجنہ اماء اللہ اور سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ اپنی اپنی جگہوں کے نام جلد از جلد بھجوائیں تاکہ پرچے بروقت بھجوائے جا سکیں۔ ابھی دو تین جگہوں سے نام موصول ہوئے ہیں۔ جس جگہ لجنہ قائم نہ ہو وہاں سے بچیاں اپنے نام خود بھجوا سکتی ہیں۔ اول دوم آنے والی بچیوں کو انعام دیا جائے گا۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سے قبل ضروری ہے

چندہ جلسہ سالانہ سلسلہ کی طرف سے عائد کردہ لازمی چندوں میں سے ہے اور اسکی وصولی کے متعلق یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ جلسہ سالانہ سے قبل پورے طور پر ہو جائے تاکہ جلسہ کے انتظامات کے لئے جو اخراجات ضروری ہوں وہ بروقت ہو سکیں۔ اور جلسہ سے کافی عرصہ پہلے جملہ ضرورت کی اشیاء خریدی جا سکیں۔

جلسہ سالانہ میں اب صرف تین ماہ کا عرصہ باقی ہے۔ لیکن اس مد میں چندوں کی رفتار تا حال بہت سست اور غیر تسلی بخش ہے۔

جملہ جماعتوں کے عہدہ دار علاوہ از جلد چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی وصولی کا بندوبست کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ مبلغین صاحبان کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں چندہ جلسہ سالانہ کی بروقت ادائیگی کی دوستوں میں تحریک فرمائیں اور کوشش فرمائیں کہ تمام احباب بوقت جلسہ سے قبل اپنا چندہ جلسہ سالانہ ادا کر دیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ دوستوں کو اسکی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا حافظ و ناصر رہے آمین۔ ناظر بیت المال قادیان

جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۹ء

حسب دستور سابق امسال جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کیلئے

مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۹ء

کی تاریخ مقرر کیگئی ہے۔ جملہ صدر صاحبان اور سیکرٹریان تبلیغ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس دن اپنے یہاں پبلک جلسہ کا اہتمام کریں۔ سید و مولانا حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے اپنے مسلم و غیر مسلم احباب کو واقف و آگاہ کریں اور اس پاک موضوع پر انہیں اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ مہیا کریں تا دنیا کے اس محسن اعظم کے متعلق عوام میں پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دور ہوں۔

اس موقع پر لٹریچر تقسیم کرنے کے لئے ڈاک خرچ بھجوا کر دفتر ہذا سے مناسب لٹریچر منگوایا جائے۔ اور بعد انعقاد جلسہ اس کی کارروائی کی رپورٹ نظارت ہذا میں ارسال فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

امتحان

رسالہ برکات الدعا

نظارت تعلیم و تربیت قادیان کے زیر اہتمام رسالہ" برکات الدعا" کا امتحان ۱۵ نومبر ۱۹۵۹ء کو لئے جانے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ یہ رسالہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف ہے جو صرف ۳۴ صفحات پر مشتمل لیکن نہایت جامع ہے جس میں" دعاؤں کی قبولیت" کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور سر سید احمد خاں صاحب کے خیالات کا رد اور قبولیت دعا کا عمدہ پیرایہ میں ثبوت دیا گیا ہے۔

اس وقت جبکہ مادی دنیا اللہ تعالےٰ کے وجود سے بے خبر اور دہریت کے رنگ میں رنگین نظر آتی ہے اور دعاؤں کی طرف بھی ان کی توجہ نہیں اور وہ قبولیت دعا کے بھی قائل نہیں رہے۔ ان حالات میں ہماری جماعت پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف رسالہ برکات الدعا کا مطالعہ کر کے اپنے ایمان و یقین میں بھی جلا پیدا کریں اور خدا کے منکروں اور دہریت سے متاثر لوگوں کے خیالات کا بھی رد کریں۔ پس احباب جماعت کو اس رسالہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ امتحان میں شریک ہوں۔

جملہ صدر صاحبان و سیکرٹریان تعلیم و تربیت و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ کوشش فرمائیں کہ اس امتحان میں جملہ احباب جماعت شریک ہوں اور مناسب ہوگا کہ اس رسالہ کا درس جماعتوں میں دیا جائے تا ناخواندہ احباب بھی اس کے مضمون سے آگاہ ہو جائیں اور اس ماہ کے آخر تک دفتر ہذا کو امتحان میں شریک ہونے والوں کی اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ یہ رسالہ مینجر احمدیہ بکڈپو قادیان سے صرف ۲۰ نئے پیسے میں مل سکے گا ڈاک خرچ اور پیکنگ خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

دُنیا کا محسن اعظم ﷺ

(بقیہ صفحہ ۲)

جمائیت کی جاتی ہے مگر دنیا کے محسن اعظم نے آج سے پونے چودہ سو سال پہلے نہایت جامع الفاظ میں فرما دیا

حب لاخیک ما تحب لنفسک۔

جو کچھ تم اپنے لئے پسند کرتے وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔ اُن لمبے چوڑے بیانات کی بجائے اگر اس مختصر لفظی ہدایت پر صدق دل سے عمل ہونے لگے تو جیسا اس کے لئے اس وقت ساری دنیا ترس رہی ہے وہ دنوں میں قائم ہو جائے۔ اور کسی قسم کا خوف و خطر باقی نہ رہے!!

صنف نازک کے حقوق کا جامع تحفظ بھی حضور ہی کے احسانات عظیمہ میں سے ایک عظیم احسان ہے۔ کوئی زمانہ تھا۔ کہ عورت کو ہر قسم کے حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا اُسے سوسائٹی میں کچھ وقعت حاصل نہ تھی۔ اب زمانہ بدل گیا صنف نازک بھی بیدار ہوئی اور سوسائٹی سے پُر زور طور پر اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہی ہے۔ حتیٰ کہ بعض مقامات پر تو اس کا یہ مطالبہ واجبی حدود سے بھی بہت آگے نکل گیا ہے۔ لیکن دنیا کے محسن اعظم نے خالق فطرت کے حکم سے عورت کے لئے جہاں واجبی حقوق دلانے کا اعلان کیا۔ وہاں جائز رنگ میں اس پر کچھ پابندیاں بھی لگا دیں تا اُس کا وجود معاشرہ کے لئے راحت اور سکون کا موجب ہو۔ اور انسان کی اہلی زندگی میں پرکشش خوشگواری پیدا ہو!! وقت آتا ہے کہ یہ دنیا انسانی معاشرہ کے توازن پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہادی کامل کی ہدایت کردہ حسین راہ پر چلنے پر مجبور ہو گی!!

اسلام نے شراب کے استعمال کو بجز اضطراری ضرورت کے قطعی ممنوع قرار دیا۔ دنیا نے اس کے کثرت استعمال سے جن تلخ حقائق کا ذاتی تجربہ کر لیا ہے اس کا نتیجہ ہے کہ اب اپنے ملک کو اس لعنت سے نجات دلانے کی سکیمیں بنائی جا رہی ہیں۔ یہ سب کوششیں آپ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔

پس مبارک ہے وہ انسان جو دنیا کے اس محسن اعظم ﷺ کے بلند مقام کو پہچاننے کی کوشش کرتا ہے اور شکر گذاری کے رنگ میں ہادی برحق کیلئے درود و سلام کا تحفہ پیش کرتا ہے

یا رب صل علی نبیک دائما
فی ھذہ الدنیا وبعث ثانی

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء سے ختم ہے

- ۱۳۲۳ مکرمی احمد نبی صاحب نیا گڑھ (اڑیسہ) ۲۸ ستمبر ۱۹۵۹ء
- ۱۴۵۳ ” ایم کریم خان صاحب شموگہ (میسور) ”
- ۱۵۸۴ ” ارمان علی خان صاحب احمد آباد ممبئی ”
- ۱۵۸۶ ” ڈاکٹر محمد لطیف صاحب جے پور (راجستھان) ”
- ۱۵۸۸ ” سید نواز صاحب شموگہ (میسور) ”
- ۱۵۹۰ مکرمہ مسز محمد صاحبہ مدراس (مدراس) ”
- ۱۵۹۱ مکرمی داؤد احمد صاحب عرفانی۔ ورنگل (دکن) ”
- ۱۵۹۴ ” ایس۔ ایم احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی (بہار) ”
- ۱۷۰۳ مکرمہ بیگم صاحبہ ایم آئی ملک گوہاٹی (آسام) ”
- ۱۷۰۴ مکرمی حکیم محمد رمضان صاحب تلاکر (پنجاب) ”
- ۱۷۰۵ ” محمد شمس الدین صاحب کلکتہ ۱۴ (کلکتہ) ”
- ۱۷۰۶ ” محمد ابراہیم صاحب سلواہ (کشمیر) ”
- ۱۷۰۷ آنر ٹریڈرز کلکتہ ۱ (کلکتہ) ”
- ۱۳۸۵ مکرمی عبد الرزاق صاحب بمبئی ”
- ۱۴۳۷ ” سید کمال الدین صاحب بسنہ (ایم۔ پی) ”
- ۱۴۸۴ ” عبد الحلیم صاحب۔ دیودرگ (میسور) ”
- ۱۰۲۸ ” سیٹھ غلام قادر صاحب شیرن سکندر آباد (دکن) ”
- ۱۵۷۲ ” شیخ بنی اسمعیل صاحب جمشید پور (بہار) ”
- ۱۶۸۸ مکرمی عبد الرحمٰن صاحب احمدی۔ پلوامہ (کشمیر) ۲۸ ستمبر ۱۹۵۹ء
- ۱۵۷۵ ” مرزا احمد اللہ بیگ صاحب حیدرآباد (دکن) ”
- ۱۷۸۵ ” غلام احمد صاحب چندہ پورہ دکن ”
- ۱۷۸۶ ” منشی شفیع الدین صاحب لکھنؤ (یو۔ پی) ”
- ۱۷۸۷ ” عبد السمیع صاحب گونڈہ (یو۔ پی) ”
- ۱۷۸۸ ” ڈاکٹر محمد ذکریا صاحب ” ” ”
- ۱۷۸۹ ” کے ایس محی الدین صاحب خاکی محبوب نگر (دکن) ”
- ۱۷۹۱ ” محمد صاحبداد خان صاحب کانپور (یو۔ پی) ”
- ۱۷۹۲ ” سیٹھ محمد معین الدین صاحب محبوب نگر (دکن) ”
- ۱۷۹۴ ” سیٹھ محمود احمد صاحب۔ کرنول (آندھرا) ”
- ۱۷۹۵ ” پروفیسر عبد العزیز صاحب چائباسہ (بہار) ”
- ۱۷۹۶ ” ایچ ڈی پال صاحب جمشید پور ” ”
- ۱۷۹۷ ” سراج احمد صاحب۔ حیدرآباد (دکن) ”
- ۱۸۰۶ ” عبد المجید صاحب محمود سرینگر (کشمیر) ”
- ۱۸۶۶ ” ایم۔ اے۔ رشید صاحب۔ سلطان پور (میسور) ”
- ۱۶۱۱ ” غلام مصطفیٰ صاحب۔ کنوا پال (اڑیسہ) ”
- ۱۹۰۸ ” ایس۔ ایم۔ احمد صاحب بی۔ اے۔ کھالی کوٹ (اڑیسہ) ”
- ۱۷۹۳ ” سیٹھ محمد معین الدین صاحب حیدرآباد (دکن) ”

دعائے مغفرت

برادرم مکرم منصور علی صاحب وکیل پورہ کھاگل پور (بہار) جو ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ مورخہ ۷ ماہ اگست ۱۹۵۹ء کو اپنے مولا سے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک ہونہار۔ صالح نوجوان تھے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ جماعت کھاگل پور کے ایک جفاکش۔ ہمدرد جوشیلے اور بلند حوصلہ رکن تھے۔

احباب جماعت ان کے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور جملہ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

خاکسار:-
شمس الصارفین درویش قادیان

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء

احباب کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۸ واں سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء کو منعقد ہو گا۔ جملہ امراء۔ پریذیڈنٹ صاحبان و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اسکی اطلاع جماعتوں کو پہنچا کر ابھی سے تحریک کرنا شروع کر دیں۔ کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع میں شمولیت و استفادہ کیلئے قادیان تشریف لائیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

سلسلہ کا نایاب لٹریچر

تفسیر کبیر سورہ فاتحہ و البقرہ کے آٹھ رکوع -/10 سورہ یونس تا سورہ کہف -/50 سورہ مریم تا انبیاء پر مشتمل -/15 سورہ حج -/10 سورہ نبا و عم -/15 سورہ شمس -/10 سورہ عادیات -/10 سورہ کافرون -/5 آٹھ عدد کا پورا سیٹ -/20 - یہ الگ الگ بھی مل سکتا ہے تفسیر صغیر -/10 پارسل خرچ -/3 جملہ -/13 نہ ہیگی اسلام کی پہلی سے پانچویں کتاب کا پورا سیٹ مصنفہ چوہدری محمد شریف صاحب -/2 الفضل 1913 تا 1947 تک مجلد -/800 روپے متفرق فائل ۲۵ عدد 1950 تا 1958 فی فائل -/25 ریویو اردو 1902 تا 1947 کا پورا سیٹ فی فائل -/8 انگریزی ریویو متفرق فائل -/5 متفرق پرچے ۶ر فی عدد - اردو ریویو متفرق فی پرچہ ۴ر فاروق قریباً تمام فائل موجود ہیں فی فائل -/5 فرقان قادیان فی جلد -/2 تشحیذ الاذہان فی جلد -/8 مصباح فی جلد متفرق -/8 قرآن مترجم حضرت میر محمد اسحٰق صاحب -/12 قرآن مجید مترجم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی -/9 قرآن مجید معرّا ودیگر مکتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ودیگر کتب سلسلہ موجود ہیں قریباً نصف قیمت آنے پر باقی وی پی کر سکتے ہیں گاڑی کے ذریعہ منگوانا ہو تو نزدیکی ریلوے سٹیشن کا نام تحریر فرماویں تا کرایہ کم خرچ ہو نیز تذکرہ نیا ایڈیشن معہ انڈکس -/15 روپے

ابو المنیر نور الدین مالاباری کتب فروش قادیان